﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ۵ نومبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۴۵

۲۶؍رجب ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۵؍نبوت ۱۳۷۸ ہجری شمسی

توکل کا حق

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"اگر تم اللہ پر توکّل کرو جیسا کہ اس پر توکّل کا حق ہے تو تمہیں ایسا رزق ملے گا جیسے پرندوں کو ملتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور بھرے پیٹ شام کو واپس آتے ہیں"۔

(جامع ترمذی۔کتاب الزهد باب الزهادة فی الدنیا)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق اور آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس اصحاب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ اور حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ کے مختصر تعارف کے ساتھ اُن کی بیان کردہ بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کے دوسرے اجلاس سے خطاب کا خلاصہ)

(چوتھی اور آخری قسط)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ سے اپنے اختتامی خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آخر پر دو روایتیں ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس مختصر باقی عرصہ میں سات بجے تک میں انشاء اللہ ان کو مکمل کرنے کی توفیق پا سکوں گا۔

حضور نے فرمایا کہ جو میرا منہ بار بار خشک ہوتا ہے، جو بولنے والے ہیں جانتے ہیں بولنے سے منہ خشک ہو جایا کرتا ہے۔ میں عمداً اب چائے یا قہوہ کا گھونٹ نہیں بھرتا۔ اس کے پیچھے ایک حکمت اور کوشش کرتا ہوں کہ باوجود منہ خشک ہونے کے آپ کو بات سمجھ آجائے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میں اس کوشش میں کامیاب ہو سکا ہوں گا۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ

ابن چودھری صدرالدین صاحب سکنہ چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

آپ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں حضرت مولانا عبدالقادر سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بیعت آپؓ نے ۱۹۰۵ء میں کی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ پہلے لاہور اور پھر ربوہ میں مقیم ہوئے۔
آپ فرماتے ہیں:

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

سب برائیوں کی جڑ نفاق ہے۔ ریاکار اور خوشامدی منافق ہوتے ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نفاق کو دور کرنے کے لئے آئے ہیں۔

نفاق اور ریاکاری کی زندگی ایک لعنتی زندگی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۲؍اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النساء کی آیات ۱۴۳، ۱۴۴ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ منافقت کے تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو وضاحتیں فرمائی ہیں وہ بہت گہری اور پر بصیرت ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں مختلف احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے اور اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہونگی وہ منافق ہوگا۔ کسی میں اگر ایک خصلت پائی جائے تو وہ اسی نسبت سے منافق ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ وہ باتیں یہ ہیں کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے، جب معاہدہ کرتا ہے تو بد عہدی کرتا ہے، جب جھگڑتا ہے تو بدزبانی سے کام لیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ باتیں سو فیصد پاکستان کے مولویوں پر صادق آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہی لوگوں کے لئے "اے بدذات فرقۂ مولویاں" کے الفاظ استعمال کر کے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے جو نقشہ کھینچا تھا وہ آج بعینہٖ پورا ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد ہے کہ جس نے چالیس دن نماز کی پہلی تکبیر میں شامل ہو کر نماز پڑھی اس کے لئے دو براءتیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک آگ سے بریت اور دوسرے نفاق سے بریت۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک توفیق ہو جہاں مسجد قریب ہو وہاں کوشش کرنی چاہئے کہ نماز کی پہلی تکبیر میں شامل ہوں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافقوں پر سب سے بھاری نمازیں عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہ اندھیرے میں ہوتی ہیں دوسرے اندھیرے میں اٹھ کر آنا ان کے دل پر بڑا بوجھ ہوتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پڑھ کر سنائے جن میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ ریاکار اور خوشامدی منافق ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نفاق کو دور کرنے کے لئے آئے ہیں۔ سب برائیوں کی جڑ نفاق ہے۔ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے۔ جو دین کی ہتک ہوتی سنے اور اس مجلس کو نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی وہ منافق ہوگا۔ نفاق اور ریاکاری کی زندگی ایک لعنتی زندگی ہے۔

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

"حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی ابتدا خاکسار کی یوں ہوئی۔ میری عمر قریباً سات آٹھ سال کی ہو گی کہ ایک دن میرے والد صاحب مرحوم نے مجھے بعد نماز مغرب فرمایا کہ ابراہیم امام مہدی پیدا ہو گیا ہے یہ دیکھو مغرب کی طرف سے دُم دار ستارہ چڑھا ہے میں نے بھی وہ ستارہ دیکھا غالباً یہ واقعہ ۱۸۸۶ء یا ۱۸۸۵ء کا تھا۔ اس دن سے مجھے امام مہدیؑ کی زیارت کا شوق ہوا اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو میں اس وقت مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں کافیہ۔ فصول اکبری وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ طلباء نے سخت مخالفت اور تکذیب کی لیکن مجھے اپنے والد صاحب مرحوم کی بات یاد تھی اس لئے خاکسار خاموش رہا اور حضور کی زیارت کے موقع کا منتظر...... اس کے بعد پھر جن دنوں مَیں لدھیانہ میں مولوی عبدالقادر مرحوم کے پاس قطبی۔ میر قطبی پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا کہ جا کر حضرت مرزا صاحب سے رسالہ "فتح اسلام" لے آؤ۔ میں گیا اور مولوی صاحب کا رقعہ دکھایا۔ آپ نے فرمایا نماز عصر کے بعد لے جانا چنانچہ میں نے حضرت اقدس کے پیچھے نماز ادا کی۔ اس مکان میں جس کو اب دارالبیعت کہتے ہیں۔ اس دن سے مجھے حضرت صاحب کے ساتھ خوش اعتقادی اور ایک قسم کی محبت ہو گئی۔

غرض یہ میری ابتداء ہے حضرت صاحب سے تعارف اور عقیدت کی۔ اس کے دو سال بعد میں تو سہارنپور برائے تکمیل تعلیم عربی چلا گیا اور قاضی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ تعلیم پوری کرنے کے بعد میں کراچی۔ کچھ اور بمبئی کی طرف چلا گیا۔ اپریل میں ماہ رمضان کے موقع پر جب خسوف و کسوف ہوا تو لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ تو امام مہدی کی آمد کی علامت ہے اگر وہ آ چکے ہیں تو کہاں ہیں؟ میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ ان کے پیدا ہونے کی علامت ہے۔ اور شاید مرزا صاحب ہی اس کے مصداق ہوں اور اس طرح پر میں نے ۱۸۹۸ء تک نہ مخالفت کی اور نہ بیعت کی۔

۹۸ء کے بعد وہابیوں سے میل جول ہونے پر میرا مخالفت کی طرف رخ ہوا۔ ۱۹۰۰ء میں مَیں پھر کراچی میں نوکری کے لئے گیا اور ۱۹۰۳ء میں واپس آیا تو قصبہ مرالیوالہ متصل گوجرانوالہ میں اپنے ننھیال اور سسرال میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں میں نے پھر موافقت کی طرف رخ کیا۔ اس قصبہ میں مولوی عبدالجبار امرتسری کی آمد و رفت تھی۔ ایک دفعہ وہ آیا تو وہابیوں نے شکایت کی کہ مولوی بقاپوری مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ در پردہ مرزائی ہے۔ مجلس میں انہوں نے مجھے بلوا کر کہا کہ تم مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کافر کہو ورنہ تم مرزائی ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ حنفی آپ کو قطعی کافر کہتے ہیں اور فتویٰ مولوی غلام قادر بھیروی کا جو میرے پاس ہے اس کو دیکھ لو کیا اس فتویٰ کی بناء پر میں آپ کو قطعی کافر سمجھ لوں اگر نہیں تو آپ کے کہنے پر میں مرزا صاحب کو بھی کافر نہیں سمجھتا۔ پس مولوی عبدالجبار تو لوگوں کو یہ کہہ کر کہ مولوی بقاپوری مرزائی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اس کے ساتھ راہ و رسم نہیں رکھنی چاہئے چلا گیا اور میں اپنے ماموں کے گھر آ گیا۔

اس مجلس میں ایک اور لطیفہ یہ ہوا کہ دو شخص جو باپ بیٹا تھے مولوی عبدالجبار کے پاس آ کر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف و خسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کے لئے آیا ہے' صحیح ہے؟ تو مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا...... میں نے مناسب سمجھا کہ تین مختلف فرقہ کے پیروں کو بیعت کی غرض سے خطوط لکھے جائیں۔ حنفیوں میں سے میں نے پیر جماعت علی شاہ کو اور وہابیوں میں سے مولوی عبدالجبار کو اور تیسرا خط میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت بابرکات میں قادیان بھیجا۔ ان تینوں کا خلاصہ مضمون یہ تھا "میں حنفی المذہب اور سہارنپور کا فارغ التحصیل عالم ہوں آج تک میں نے کوئی مرشد نہیں پکڑا جو مجھے خدا تعالیٰ کے قریب اور وصل کی راہوں پر چلا کر اس کے عشق و محبت میں سرشار کر دے اس لئے میں آپ کو یہ عریضہ لکھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے ایسی راہوں پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش فرمادیں تو میں آپکی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ آپکی ہدایات قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں"۔

حضور انور نے وقت کی قلت کی وجہ سے روایت کا ایک حصہ چھوڑتے ہوئے اگلی روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ایک مختصر خطبہ: ایک دفعہ سالانہ جلسہ کے موقع پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو آپ نے مجھے فرمایا "مولوی صاحب سے کہو کہ خطبہ مختصر کریں۔ کیونکہ لوگوں نے جانا ہے" حضرت مولوی صاحب نے میرے پیغام دینے پر صرف الحمد شریف پڑھ کر فرمایا "چونکہ آپ لوگوں نے امام کا پاک کلام بہت سنا ہے اس لئے اس کے بعد اب میرے سنانے کی کوئی ضرورت نہیں" یہ الفاظ کہہ کر آپ نے اپنا خطبہ پورا کیا۔

منافقین کی تشریح: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طرف تشریف لا رہے تھے جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ ہے تو آپ سے ایک شخص مولوی فضل الرحمٰن صاحب ساکن ہیلاں (گجرات) نے دریافت کیا کہ جس شخص کے بیٹے کو میں اپنی لڑکی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں' اس نے اور اس کے بیٹے نے کبھی حضور کی تکذیب' تکفیر یا بدتہذیبی نہیں کی بلکہ دونوں باپ بیٹا حضور کے مداح ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم انکو اچھا جانتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آج کل بعینہ اسی مضمون کے خط شادی کی اجازت کے سلسلہ میں بکثرت موصول ہوتے ہیں۔ اس کا جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا اس کو غور سے سنیں اور پلّے باندھ لیں۔ "صرف آپ کی بیعت نہیں کرتے۔ کیا میں اپنی لڑکی کا رشتہ دیدوں؟ حضور نے فرمایا "ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں ...... پس میں ایسے شخص کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتا"۔ افسوس کہ آخر اس شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خلافت میں شادی کر ہی دی اور اس کے بعد آج تک اس کا داماد سخت مخالف ہے اور لڑکی بھی غیر احمدی ہو چکی ہے۔

ایک اور روایت میں آپ فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر سے واپس آ رہے تھے۔ جب حضور احمدیہ چوک میں پہنچے تو ایک سائل نے سوال کیا تو داتا ہے مجھے کچھ دے حضرت اقدسؑ نے فرمایا داتا خدا ہے اس نے کہا ہاں مگر تو بھی کچھ دے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اس کو ایک روپیہ عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر میں اتنی سرعت سے قدم اٹھاتے تھے کہ خدام میں سے کم تھے جو آپ کے ساتھ چل سکتے تھے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے قدموں میں زمین لپٹی جا رہی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام مع اپنے خدام کے جن میں خاکسار اور مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل بھی شامل تھے گاؤں بسرائے (بسراواں) کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ دور جا کر حضرت مولوی صاحب پیچھے رہ گئے۔ میں نے عرض کیا حضور مولوی صاحب پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام واپس لوٹے تاکہ مولوی صاحب کو ساتھ ملا لیں۔ اور ہم سب خدام بھی حضور کے ساتھ واپس ہوئے۔ جب مولوی صاحب نے دیکھا تو جلدی جلدی لمبے لمبے قدم اٹھا کر حضور کے ساتھ چلے۔ چند منٹ حضور کے ساتھ چلنے کے بعد حضرت مولوی صاحب پھر پیچھے رہ گئے۔ پھر میرے عرض کرنے پر حضور نے پہلی دفعہ کی طرح آپ کو ساتھ ملا لیا۔ غرض اس طرح دو تین دفعہ ہوا۔

مسئلہ نبوت اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طرح اپنے خدام کے ساتھ باہر سیر کیلئے تشریف لے گئے تو غبار کی وجہ سے حضور کھڑے ہو گئے۔ اس پر غلام نبی صاحب سیٹھی نے کہا کہ لوگ کیا کرتے ہیں کیوں نہیں آہستہ آہستہ حضور کے پیچھے چلتے تاکہ حضور دور تک سیر کیلئے تشریف لے جائیں۔ اس پر اس وقت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کہا لوگ بھی کیا کریں تیرہ سو سال بعد آج بہت مشکل سے نبی اللہ کا منہ دیکھا ہے۔

حضور نے فرمایا یہی ڈاکٹر بشارت احمد گو بعد میں غیر مبائع ہو گئے لیکن مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں آپ نے اپنے منہ سے اقرار کیا کہ لوگ بھی کیا کریں آج مشکل سے نبی اللہ کا منہ دیکھا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہم سب کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی نبی ہیں اور رسول اللہ ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے بعد جب گھر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا حضور میری آنکھوں سے پانی بہتا رہتا ہے۔ باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اس کے کرم نے ہم کو بھی یہ دن دکھا دئے
"اِک سے ہزار" کر کے کروڑوں بنا دئے
جو تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
قوموں کے سر ہیں قدموں میں اس کے جھکا دئے
پھیلا کے شش جہت میں خدا کے کلام کو
سارے جہاں میں حق کے عَلَم ہیں لگا دئے
ڈوبے تھے جو جہالت و ظلمت میں روز و شب
اللہ اور رسول کے تابع بنا دئے
تعظیم لا الٰہ بھی بتائی ہر ایک کو
وحدانیت کے سب کو ترانے سکھا دئے
تھا جن کو زعم ہم کو مٹائیں گے بالیقیں
قہرِ خدا نے ان کے نشاں تک مٹا دئے
جو کہہ رہے تھے اب نہ بڑھے گا یہ سلسلہ
سو سال میں ہزاروں ہی "قدغن" لگا دئے
حجت تمام کر کے خدائے غیور نے
ان کو ہماری "فتح" کے دن ہیں دکھا دئے
نفرت نہیں کسی سے، محبت ہر ایک سے
اپنے یہی "اصول" جہاں کو سکھا دئے

(خلیق بن فائق گورداسپوری)

آج سے پورے ایک سو سال قبل
۵ر نومبر ۱۸۹۹ء کو کی گئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

ایک عظیم الشّان دعا

اور اس کی غیر معمولی تاثیرات

محمود مجیب اصغر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ میں تین اشعار کے بعد حسب ذیل عنوان سے ایک جامع دعا تحریر فرمائی ہے:

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دعا اور حضرت عزّت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

☆......☆......☆

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر قدّوس حیّ و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ "اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا"۔ اور تو نے ہی مجھے کہا کہ "تو میری نظر میں منظور ہے۔ میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں"۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تُو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا"۔ اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ "تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید"۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں"۔ اور تو نے ہی مجھے کہا کہ "میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں، معارف میں، تعلیم کی عمدگی میں، خدا کی تائیدوں میں، خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کر سکے"۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا"۔

مگر اے میرے قادر خدا! تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دلآزار باتوں سے مجھے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ "حرام خور، لوگوں کا مال کھانے ولا، وعدوں کا تخلف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے"۔

یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہلِ عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہیں کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے جو بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔ سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں۔ اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں۔ اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو۔ اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں۔ اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تُو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے۔ اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لحہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔ لیکن اگر اے پیارے مولیٰ! میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اس صفحۂ دنیا سے مٹا دے تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔

میں اس درخواست کے لئے جلدی نہیں کرتا۔ تا میں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے بھی ظہور میں آتے ہیں لیکن اس وقت میں اسی بات کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو تا کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔ سو اے میرے خدا تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اگر تُو چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں۔ تیری جناب میں الحاح سے دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ تُو نے ہی مجھے بھیجا ہے تو تُو میری تائید میں اپنا کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو پبلک کی نظر میں انسانوں کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا لوگ سمجھیں کہ میں تیری طرف سے ہوں۔

اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قوتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دنیا میں ہر ایک فریب ہوتا ہے اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبتناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے۔ یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور جو العلیّ العظیم ہے۔ جو لوگ شیطان سے الہام پاتے ہیں ان کے الہاموں کے ساتھ کوئی قادرانہ غیب گوئی کی روشنی نہیں ہوتی جس میں الوہیت کی قدرت اور عظمت اور ہیبت بھری ہوئی ہو۔ وہ تُو ہی ہے جس کی قوت سے تمام تیرے نبی تحدّی کے طور پر اپنے معجزانہ نشان دکھلاتے رہے ہیں اور بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں جن میں اپنا غلبہ اور مخالفوں کی درماندگی پہلے سے ظاہر کی جاتی تھی۔ تیری پیشگوئیوں میں تیرے جلال کی چمک ہوتی ہے اور تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت اور حکومت کی خوشبو آتی ہے اور تیرے مرسلوں کے آگے فرشتہ چلتا ہے تا ان کی راہ میں کوئی شیطان مقابلہ کے لئے ٹھہر نہ سکے۔ مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تُو تین برس کے اندر جو **جنوری ۱۹۰۰ء** عیسوی سے شروع ہو کر **دسمبر ۱۹۰۲ء** عیسوی تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ تو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔ اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دور نہ پڑ جائیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں۔ اور تو نے وہ تمام نشان جو ایک سو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں۔

تو نے مجھے وہ چوتھا لڑکا عطا فرمایا جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ عبدالحق غزنوی حال امرتسری نہیں مرے گا جب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہو لے۔ سو وہ لڑکا اس کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔ میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔ اس لئے نہ میں نے بلکہ میری روح نے اس بات پر زور دیا کہ میں یہ دعا کروں کہ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور اگر تیرا غضب میرے پر نہیں ہے۔ اور اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔

دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو جبکہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا کو قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ تبھی سے میری روح دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے اور میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تُو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو۔ اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔

یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی

ہی ہوتی ہے جیسا کہ راستباز نبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے۔ مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان۔

۵/نومبر ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

اس دعا کی قبولیت اور تاثیرات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۷۸ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حیرت انگیز اور عظیم الشان دعا کا تفصیل سے تذکرہ کیا اور فرمایا:

"............ یہ تین سال جس میں انیسویں صدی کا آخری سال اور بیسویں صدی کے پہلے دو سال تھے اس تین سال کے عرصہ میں اس دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدے کئے اور آپؑ کی صداقت کے لئے جو نشان دکھائے تذکرہ کے صفحہ نمبر ۳۳۴ سے صفحہ نمبر ۴۶۴ تک یعنی قریباً ایک سو تیس (۱۳۰) صفحات پر مشتمل ہیں۔ تذکرہ وہ کتاب ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات چھپے ہیں۔

ایک نشان مانگا تھا اپنے رب کے حضور عاجزانہ جھک کر، لیکن پیار کرنے والے ربّ نے ایک نشان نہیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا، ایک کے بعد دوسرا نشان دکھایا اور تین سالوں کے اندر علی ہذالقیاس کئی نشان دکھائے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ گھر جاکر "تذکرہ" کے صفحات ضرور دیکھیں کہ ان تین سالوں میں خدا تعالیٰ نے کیا کیا نشان دکھائے ہیں۔

ابھی یہ تین سال ختم نہیں ہوئے تھے، دسمبر ۱۹۰۳ء کی بات ہے خدا تعالیٰ نے آپ سے یہ فرمایا کہ تو مجھے کہتا ہے کہ اگر میں تیری نگاہ میں ایسا ہی کذاب اور جھوٹ بولنے والا اور افترا کرنے والا ہوں تیرے پر، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں تو تُو مجھے مٹا دے۔ اس کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ اے ابراہیم تجھ پر میرا اسلام ہو تو کامیاب ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اس دعا سے قبل بھی اگرچہ جماعت احمدیہ ترقی تو کر رہی تھی لیکن تعداد کے لحاظ سے بہت ہی آہستہ ترقی ہو رہی تھی لیکن ان تین سالوں میں یک دم خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ایک ایسا انقلابِ عظیم بپا کر دیا جو انسانی ہاتھ اور انسانی طاقت سے بالا ہے اور انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ انقلابِ عظیم بپا ہوا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار جو پہلے بڑی آہستہ تھی اس میں تیزی پیدا ہو گئی اور پچھلے سارے زمانہ کی نسبت ان تین سالوں میں کئی گنا لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے، جماعت مضبوط ہو گئی............

میں یہ کہتا ہوں............ یہ نشان ایک جگہ کھڑا نہیں رہا یعنی یہ نہیں ہوا کہ یہ نشان وہاں پر ختم ہو گیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا کہ جس مقصد کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا ہے جب تک اس میں کامیابی نہیں ہو جاتی اور نوع انسانی کی بڑی بھاری اکثریت خدا تعالیٰ کے جھنڈے تلے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں جمع نہیں ہو جاتی اس وقت تک یہ نشان اپنے جلوے ظاہر کرتا چلا جائے گا۔

اگر اس صدی کے پہلے دو سال نکال دیں تو قریباً ۷۶ سال پر یہ نشان پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ (یہ ۱۹۷۸ء کا خطاب ہے۔ ناقل) یعنی آخر ۱۹۰۲ء تک کے زمانہ میں نشان مانگا گیا تھا اور اس کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ جماعت کی ترقی کی رفتار ایک دم بڑھ گئی اور لوگ کثرت سے احمدی ہونے لگے۔ چنانچہ اس ۷۶ سال میں یہ تعداد اس وعدہ کے مطابق جو خدا تعالیٰ نے اپنے اس عاجز بندے سے کیا تھا ایک کروڑ تک پہنچ گئی۔ الحمدلله علی ذالك۔

(الفضل ربوہ ۲۲/فروری ۱۹۷۹ء)

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تمنّا

اس خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مزید فرمایا:۔

"دوست دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد غلبۂ اسلام کے سامان پیدا کرے۔ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار میں جو تیزی اور شدت پیدا ہو چکی ہے اور جماعت ہر سال پہلے سے زیادہ تعداد میں بڑھتی چلی جاتی ہے یہ ہر سال ہی پہلے سے زیادہ بڑھتی چلی جائے اور ہماری کسی نسل کی کمزوری کے نتیجہ میں اس میں کمزوری نہ پیدا ہو............ اب نئی نسلوں کے کندھوں پر بوجھ پڑنے ہیں۔ ہم اُن نئی نسلوں میں شامل ہیں۔ ہمارے بعد اور نئی نسلیں آئیں گی۔ میں بخیل نہیں ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے بڑھ کر توفیق ملے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کی اور مجھ سے زیادہ تم اس کے فضلوں کے وارث بنو۔

(بحوالہ الفضل ربوہ ۲۲/فروری ۱۹۷۹ء)

دورِ خلافتِ رابعہ میں عظیم ترقیات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دور ۱۰/جون ۱۹۸۲ء سے شروع ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ کو اضطراری حالات میں اپریل ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ پر پاکستان سے انگلستان ہجرت کرنی پڑی لیکن مخالفین کی تمام رکاوٹوں کے باوجود جماعت کی ترقی کی رفتار میں مسلسل اضافہ اور شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔

دورِ خلافتِ رابعہ کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماموریت کے الہام کے پورے ایک سو سال بعد ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مارچ ۱۸۸۲ء میں ماموریت کا پہلا الہام ہوا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے دور خلافت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی تاریخ کو دہرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں آج وہی زمانہ دکھا رہا ہے اور عین ان دنوں والی تجلی اور حالات میں ارتعاش پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء میں جو دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھی یہ اس کی تاثیر ہے کہ پورے ایک سو سال بعد صرف ۱۹۹۹ء کے سال کے دوران جماعت احمدیہ کی سالانہ ترقی ایک کروڑ نفوس تک پہنچ گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۹۹ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا:

"بعض امور ایسے ہیں جن کا تعلق جماعت احمدیہ کی تاریخ سے گہرا ربط ہے۔ اس اعتبار سے اس جلسہ کو ایک سنگ میل قرار دیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری فتوحات کی راہوں کو اور وسیع کر دے............ ایک سال ہی میں ایک کروڑ سے زائد افراد کے احمدی ہونے کی اطلاع مل چکی ہے۔ آج تک دنیا کے کسی مذہب کو یہ توفیق نہیں مل سکی کہ ایک سال میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ اس مذہب میں شامل ہوئے ہیں۔ عیسائیت اپنی ساری ترقی کے باوجود یہ ثابت نہیں کر سکتی............

(الفضل ربوہ ۶/اگست ۱۹۹۹ء)

امید کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۹ء میں جس نشان کے لئے دعا کی تھی کہ یکم جنوری ۱۹۰۰ء سے ۳۱/دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظاہر ہو، وہ ایک نئی شان کے ساتھ یکم جنوری ۲۰۰۰ء سے ۳۱/دسمبر ۲۰۰۲ء تک ظاہر ہوگا اور دنیا احمدیت کی غیر معمولی عالمگیر اور دائمی ترقی کے نظارے دیکھے گی کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور خلافت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی تاریخ کو دہرایا جا رہا ہے اور عین ان دنوں والی تجلّی اور حالات میں ارتعاش پیدا ہو چکا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دائمی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی صحت اور عمر میں خارق عادت طور پر برکت دے اور ہم سب احمدیوں کو خلافت کے دامن سے وابستہ رکھ کر نسلاً بعد نسلٍ خدمات دینیہ کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے سِلے اور اَن سِلے ملبوسات کی ورائیٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک

ہر موسم کی مناسبت سے ہر موقع کے لئے ۔ جلسہ ، اجتماع ، عید ، سالگرہ ، شادی بیاہ

شادی بیاہ کی خریداری پر خصوصی رعایت

Tel: 069-24279400 & 0170-2128820

Kaiserstr.64 - Laden 29 Frankfurt

Bahnhof سے صرف تین منٹ کے فاصلہ پر

بقیہ: مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد

عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ (چیئرمین بیت الفتوح کمیٹی)، مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب (صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ)، مکرم و محترم ابراہیم احمد نونن صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ)، مکرمہ و محترمہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ)، مکرمہ و محترمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ (خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے)۔

برطانیہ میں مقیم مختلف قومیتوں کی نمائندگی میں جن احباب کے نام اس فہرست میں شامل تھے ان میں مکرم و محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سابق مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم محمد عثمان چینی صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم بی کے آڈو صاحب سابق سفیر غانا، مکرم و محترم طاہر سلبی صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم منیر عودہ صاحب اور مکرم و محترم راویل بخاریو صاحب شامل تھے۔

اس مبارک موقعہ پر قادیان اور ربوہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے پانچ پانچ بکروں کی قربانی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اس مبارک تقریب میں شمولیت کرنے والوں کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے بالخصوص حضور انور کی تشریف آوری پر خوشی و مسرت کی کیفیت ناقابل بیان تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب انتظامات سادگی اور وقار کے ساتھ نہایت احسن رنگ میں سرانجام پائے۔

خوشی کے اس موقعہ پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت بنائے اور اس کی تعمیر کے تمام مراحل بخیر و خوبی انجام پائیں۔

جلسہ سالانہ قادیان

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال رمضان المبارک کے پیش نظر ۱۰۸واں جلسہ سالانہ قادیان

۱۳/۱۴/ اور ۱۵/ نومبر ۱۹۹۹ء

بروز ہفتہ اتوار اور سوموار منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ۔ احباب سے اس جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خطبہ جمعہ

سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے

آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت آج تک اسی طرح کام کر رہی ہے جس طرح یہ پہلے کیا کرتی تھی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق یکم اخاء ۱۳۷۸ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّمَاالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾۔(الانفال:۳)

مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔

اسی توکل کے موضوع پر چند احادیث نبوی کا انتخاب کیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف دیکھا جبکہ وہ ہمارے سروں پر آپہنچے تھے۔اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان میں کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔اس پر آپ نے فرمایا ”اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے“۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

کیسا پیارا جواب ہے اور اس جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کر لیا اور شیعوں کے خلاف سب سے بڑی پختہ دلیل یہی ملتی ہے۔اس سے بڑھ کر پختہ دلیل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگا کرتا تھا۔ حضور پر جب وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے برے ارادوں سے تمہیں محفوظ رکھے گا تو حضور ﷺ نے اس رات خیمہ سے باہر جھانکا تو فرمایا کہ اب تم لوگ جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

(ترمذی ابواب التفسیر سورۃ المائدہ)

یہ بھی توکل کی انتہا ہے۔ہر طرف دشمنی تھی، ہر طرف خطرہ تھا لیکن اس کے بعد کامل توکل سے کام لیا اور صرف اللہ ہی کی حفاظت پر بنا فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگی مہم پر نجد کی طرف گئے۔جب حضور صحابہ کے ساتھ واپس آئے تو وہ بھی حضور کے ساتھ واپس لوٹے۔ قافلہ ایک روز دوپہر کو ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔آپ نے وہیں پڑاؤ فرمایا اور لوگ بکھر کر مختلف درختوں کے سائے میں آرام کے لئے چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ ایک کیکر کے درخت کے نیچے آرام کے لئے چلے گئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی۔ یہ وہی توکّل کا مضمون چل رہا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری حفاظت کروں گا تو اس کے بعد ایک لمحہ بھی آپ نے کسی اور کی مدد پر بھروسہ نہیں فرمایا اور قافلہ سارا پھیلا ہوا تھا، ایک درخت کے نیچے جا کے آپؐ لیٹ گئے اور اپنی تلوار بھی وہاں لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے۔اچانک کیا سنتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اعرابی کھڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس نے سوتے میں مجھ پر میری تلوار سونت لی تھی اور جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار اس کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی۔ یہ کہنے لگا کہ تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے تین بار کہا اللہ، اللہ، اللہ۔ جب آنحضور ﷺ نے اللہ، اللہ فرمایا تو کانپ کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر نیچے گر گئی۔

ایک اور روایت میں جابرؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم حضور کے ساتھ تھے۔ایک دن ہم ایک سایہ دار درخت کے پاس پہنچے۔ ہم نے آنحضرت ﷺ کے آرام کے لئے اس کو منتخب کیا۔اچانک ایک مشرک وہاں آپہنچا۔ یہ وہی واقعہ ایک اور روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے۔جب آپ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی اس نے تلوار سونت لی اور کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو یا نہیں۔ حضورؐ نے اسے جواب دیا ’نہیں‘۔اس نے پھر کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ!۔اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضورؐ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا اب مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اس پر کہنے لگا کہ آپ درگزر فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ تھا بھی پکا مشرک۔جب یہ حضور نے فرمایا اس نے جواب دیا ’نہیں میں گواہی نہیں دیتا لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہونگا جو آپ سے لڑتے ہیں‘۔

اس حدیث میں بہت گہرا سبق یہ ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔وہ موقع تھا کہ جب اس نے انکار کر دیا کہ میں آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتا تو تلوار سے اس کی گردن کاٹنی چاہئے تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صرف اس کے یہ کہنے پر کہ میں آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اس کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارے ہاں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو لوگوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے تو اپنے صحابہ کے لئے دعا کرتے کہ اے میرے اللہ تُو ہمیں ایسا خوف عطا کر جو ہمارے اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے۔اور ہمیں اپنی ایسی اطاعت عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے۔اور ایسا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تُو ہم پر آسان کر دے“۔

عظیم توکّل ہے اور عجیب انکساری ہے۔ یہ نہیں فرمایا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب آسان ہو جائیں۔ فرمایا ایسا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب **تُو** ہم پر آسان کر دے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک بات میں عرفان کی اتنی گہرائی ہے کہ انسان اس میں ڈوب کر حیران رہ جاتا ہے۔

’اے میرے اللہ ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تُو ہمارا انتقام لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ ہمارے دین کے بارے میں ہمیں کسی ابتلا میں نہ ڈال اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ بنا اور دنیا میں ہمارا مبلغ علم نہ ہو‘۔ یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو۔ ’اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرتا ہو۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)۔

آج کل خصوصیت کے ساتھ جماعت کو پاکستان کے حالات کے پیش نظر اس دعا پر بہت زور دینا چاہئے کہ اے ہمارے رب تجھ پر ہی توکل ہے ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ فرما جو بندوں پر رحم نہ کرتا ہو۔

حضرت معاذ بن رفاعۃ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ممبر پر چڑھے

اور پھر بے اختیار رودیئے اور فرمایا کہ آنحضور ﷺ پہلے سال جب ممبر پر چڑھے تو رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت طلب کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی خیر نہیں ہے جو کسی کو مل سکتی ہے"۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ)۔

یقین کامل ہو تو عافیت لازماً عطا ہوتی ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات اسی توکّل کے ضمن میں بیان کرتا ہوں۔ "دنیا میں سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے۔ باقی لوگ اسی زندگی میں دوزخ میں گرے ہوئے ہیں۔ بھلا بتلاؤ کہ ظن بھی کچھ چیز ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ شاید یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ فرشتوں کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ دنیا کی بے جا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لینا اور خدا کی طرف ایک خارق عادت کشش سے کھینچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ زمین کو چھوڑنا اور آسمان پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں"۔

یہاں زمین کو چھوڑنا اور آسمان پر چڑھ جانے سے مراد یہ رفع نہیں ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ زمین کو چھوڑ کر زندہ آسمان پر چڑھ گئے۔ مراد یہ ہے کہ روحانی ترقی اور روحانی رفع ہو ہی نہیں سکتا جب تک یقین کامل نہ ہو۔

"خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسے ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پرواہ ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۹، ۴۷۰۔ مطبوعہ لندن)

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے نوٹس پر مشتمل کاغذات کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

آج تو میں نے ان کو مضمون کہا تھا کہ اتنا دیں کہ گھنٹے کے قریب پورا ہو جائے لیکن یہ تو دیکھتے دیکھتے گزر گیا تھوڑا سا رہ گیا باقی، جتنا بھی ہو۔

فرماتے ہیں: "یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید صفحہ ۴۴۴)

اب یہ دستگیری شرط بتائی ہے یقین کی۔ وہ لوگ جو یقین کرتے ہیں اور پھر خیال کرتے ہیں کہ ہمیں کامل یقین ہے اور دستگیری کے لئے دوسروں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ان کی دستگیری خدا نہیں کرتا۔ اس کا مطلب ہے یقین نہیں ہے۔ اگر خدا ان کی دستگیری کرتا تو کبھی بھی وہ دوسروں کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔

پھر حضورؑ فرماتے ہیں: "تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے۔ اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبت الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے"۔

یہ حق الیقین کوئی دیکھنے سے تعلق رکھنے والی بات نہیں ہے جیسے دھواں اٹھتا دیکھو تو معلوم کر لو کہ شاید آگ جل رہی ہو گی بلکہ آگ میں پڑ جانا یعنی محبت الٰہی کی آگ میں فنا ہونے ہی کا نام حق الیقین ہے۔

"اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کے رنگ میں آ جاتا ہے اور آگ کی صفات اس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسے ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلی طور پر متصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبعاً مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اس کے جبّہ میں خدا ہی ہوتا ہے اور انسانیت اس کی تجلیات الٰہیہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴، ۲۵ مطبوعہ لندن)۔

یہ کامل حالت آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس کی پیروی کی توفیق حضرت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اب تک حضور ہی کی راجدھانی چل رہی ہے اس لئے یہ کمال ختم نبوت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت آج تک اسی طرح کام کر رہی ہے جس طرح پہلے کیا کرتی تھی۔ اگر یہ مہر نہ لگتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نبی نہیں بن سکتے تھے۔

"اگرچہ انسان کو بشریت کے تقاضا سے اضطراب ہوتا ہے مگر وہ خاصۂ بشریت ہے اور سب انبیاء بھی اس میں شریک ہیں جیسے کہ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اضطراب ہوا تھا۔ مگر عام لوگوں میں اور انبیاء میں یہ فرق ہے کہ عام لوگوں کی طرح انبیاء کے اضطراب میں یاس کبھی نہیں ہوتی"۔ اس وقت جو اضطراب کی کیفیت تھی اس میں مایوسی کا سوال تک نہیں تھا۔ "ان کو اس امر پر پورا یقین ہوتا ہے کہ خدا ضائع کبھی نہیں کرے گا۔ میرا یہ حال ہے کہ اگر مجھے جلتی آگ میں بھی ڈالا جاوے تو بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ ضائع نہ ہوں گا۔ اضطراب تو ہو گا کہ آگ ہے اس سے انسان جل جاتا ہے مگر امید ہوتی ہے کہ ابھی آواز آئے گی يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ "۔ اے آگ ٹھنڈی پڑ جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم پر۔ "لیکن دوسرے لوگوں کے اضطراب میں یاس ہوتا ہے خدا پر انکو توقع نہیں ہوتی اور یہ کفر ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، حاشیہ، صفحہ ۱۳۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "ہم کو تو خدا پر اتنا بھروسہ ہے کہ ہم تو اپنے لئے دعا بھی نہیں کرتے کیونکہ وہ ہمارے حال کو خوب جانتا ہے"۔

یہ بھی ایک بہت ہی عظیم حالت ہے عرفان کی۔ حضرت موسیٰؑ نے جس طرح عرض کیا تھا رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ اس نے کوئی خیر مانگی نہیں تھی کہ مجھے فلاں چیز عطا کر دے۔ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ میں تو فقیر بیٹھا ہوں جو تُو بہتر سمجھتا ہے وہی مجھے عطا کر اور اس دعا کے ذریعہ سے آپ کو سب کچھ مل گیا۔

"حضرت ابراہیمؑ کو جب کفار نے آگ میں ڈالا تو فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بَلٰی وَلٰکِنْ اِلَیْکُمْ لَا۔ ہاں حاجت تو ہے مگر تمہارے سامنے پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ فرشتوں نے کہا اچھا خدا تعالیٰ کے ہی آگے دعا کرو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا عِلْمُهٗ مِنْ حَالِیْ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ وہ میرے حال سے ایسا واقف ہے کہ مجھے سوال کرنے کی ضرورت نہیں"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۴۴۴، ۴۴۵)

پھر فرماتے ہیں: "میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا ہے اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہو گی ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے"۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان کا سلوک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا اور آپ ہی کی برکت سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ بھی اسی سے ملتا ہوا سلوک ہوا کرتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دل کی کیفیت ہے اس کو صرف وہی دل جانتا ہے جس پر یہ گزرتی ہے کہ میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہو جاتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ "جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق اور سرور اللہ تعالیٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو"۔

"ان دنوں میں جبکہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم میں مبتلا رہتے تھے وہ بسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہیں آتا"۔

(ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷)

ایک دفعہ جب غم قریب آنے والا تھا اس وقت الہام ہوا تھا "اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ" وہ دن اور پھر وفات کے دن تک غم قریب نہیں آیا۔ (حضور ایدہ اللہ نے اپنی انگشت مبارک

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

میں پہنی ہوئی 'الیس اللہ بکاف عبدہ' والی انگوٹھی حاضرین کو دکھاتے ہوئے فرمایا، "یہ وہی انگوٹھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو اس وقت میں نے پہنی ہوئی ہے")۔

"یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر تسلی اور اطمینان پاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم، طبع جدید، صفحہ ۲۹۲،۲۹۳)

پھر فرماتے ہیں: "حق کے طالب کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے اور اپنے تئیں یہ دھوکہ نہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہوں، قرآن شریف پڑھتا ہوں، شرک سے بیزار ہوں، نماز کا پابند ہوں اور ناجائز اور بد باتوں سے اجتناب کرتا ہوں۔ لیکن مرنے کے بعد کامل نجات اور سچی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہوگا جس نے زندہ اور حقیقی نور اس دنیا میں حاصل کر لیا ہے جو انسان کے منہ کو اس کے تمام قوتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور جس سے اِس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی روح میں ایک سچی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ زندہ اور حقیقی نور کیا چیز ہے۔ وہی خدا داد طاقت ہے جس کا نام یقین اور معرفت تامّہ ہے۔ یہ وہی طاقت ہے جو اپنے زور آور ہاتھ سے ایک خوفناک اور تاریک گڑھے سے انسان کو باہر لاتی اور نہایت روشن اور پرامن فضا میں بٹھا دیتی ہے اور قبل اس کے کہ جو یہ روشنی حاصل ہو تمام اعمال صالحہ رسم اور عادت کے رنگ میں ہوتے ہیں"۔

بہت ہی فکر کی بات ہے سب کے لئے۔ یہ روشنی جب تک نصیب نہ ہو تمام اعمال صالحہ وہم سے ہی ہوا کرتے ہیں۔

"اور اس صورت میں ادنیٰ ادنیٰ ابتلاؤں کے وقت انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے بجز اس مرتبہ یقین کے خدا سے معاملہ صافی کس کا ہو سکتا ہے؟ جس کو یقین دیا گیا ہے وہ پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے اور ہوا کی طرح اس کی طرف جاتا ہے اور آگ کی طرح غیر کو جلا دیتا ہے اور مصائب میں زمین کی طرح ثابت قدمی دکھلاتا ہے۔ خدا کی معرفت دیوانہ بنا دیتی ہے مگر لوگوں کی نظر میں دیوانہ اور خدا کی نظر میں عقلمند اور فرزانہ۔ یہ شربت کیا ہی شیریں ہے کہ حلق سے اترتے ہی تمام بدن کو شیریں کر دیتا ہے۔ اور یہ دودھ کیا ہی لذیذ ہے کہ ایک دم میں تمام محنتوں سے فارغ اور لاپرواہ کر دیتا ہے۔ مگر ان دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کی جاتی ہیں اور کسی دوسرے کے خون سے نہیں بلکہ اپنی سچی قربانی سے حاصل ہوتا ہے۔ کیسا مشکل کام ہے۔ آہ صد آہ"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۵،۲۴۶)

یہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفارے کی تردید بھی موجود ہے کسی دوسرے کے خون سے نہیں اپنے خون سے یہ نجات ملا کرتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہوتا ہے۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین دیا جائے کہ اس کا خدا در حقیقت موجود ہے۔ وہ مجرم اور سرکش کو بے سزا نہیں چھوڑتا اور رجوع کرنے والے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہی یقین تمام گناہوں کا علاج ہے بجز اس کے دنیا میں نہ کوئی کفارہ ہے، نہ کوئی خون ہے جو گناہ سے بچاوے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہر ایک جگہ تمہیں یقین ہی ناکردنی باتوں سے روک دیتا ہے۔ تم آگ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے کہ وہ مجھے جلا دے گی۔ تم شیر کے آگے اپنے تئیں کھڑا نہیں کرتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے کھا لے گا۔ تم کوئی زہر نہیں کھاتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے ہلاک کر دے گی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ بے شمار تجارب سے تم پر ثابت ہو چکا ہے کہ جس جگہ تمہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فعل یا یہ حرکت بلاشبہ تمہیں ہلاکت تک پہنچائے گی تم فی الفور اس سے رک جاتے ہو اور پھر وہ گناہ تم سے سرزد نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ کے مقابل پر کیوں اس ثابت شدہ فلسفہ سے کام نہیں لیتے۔ کیا تجربہ نے اب تک گواہی نہیں دی کہ بجز یقین کے انسان گناہ سے رک نہیں سکتا۔ ایک بکری یقین کی حالت میں اس مرغزار میں چر نہیں سکتی جس میں شیر سامنے کھڑا ہو۔ پس جبکہ یقین لایعقل حیوانات پر بھی اثر ڈالتا ہے تو تم تو انسان ہو۔ اگر کسی دل میں خدا کی ہستی اور اس کی ہیبت اور عظمت اور جبروت کا یقین ہو تو یقین ضرور اسے گناہ سے بچا لے گا اور اگر وہ نہیں بچ سکا تو اسے یقین نہیں۔ کیا خدا پر یقین لانا اس یقین سے کم تر ہے جو شیر اور سانپ اور زہر کے وجود کا یقین ہوتا ہے۔ کاش میں کس دف کے ساتھ اس کی منادی کروں کہ گناہ سے چھڑانا یقین کا کام ہے۔ جھوٹی فقیری اور مشیخت سے توبہ کرانا یقین کا کام ہے۔ خدا کو دکھلانا یقین کا کام ہے"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۳،۴۷۴۔ مطبوعہ لندن)

"وہ مذہب کچھ بھی نہیں اور گندہ ہے اور مردار ہے اور ناپاک ہے اور جہنمی ہے اور خود جہنم ہے جو یقین کے چشمے تک نہیں پہنچا سکتا۔ زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے اور وہ پر جو آسمان کی طرف اڑاتے ہیں وہ یقین ہی ہے۔ کوشش کرو کہ اس خدا کو تم دیکھ لو جس کی طرف تم نے جانا ہے"۔

بہت ہی عارفانہ کلام ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے لوگ بھول جاتے ہیں۔

"اس خدا کو تم دیکھ لو جس کی طرف تم نے جانا ہے اور وہ مَرْکَبْ یقین ہے جو تمہیں خدا تک پہنچائے گا۔ کس قدر اس کی تیز رفتار ہے کہ وہ روشنی جو سورج سے آتی ہے اور زمین پر پھیلتی ہے وہ بھی اس کی سرعتِ رفتار کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۴)

پھر فرماتے ہیں: "صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذاء اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں"۔

پھر فرماتے ہیں:

"اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟، کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ، وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

مَن نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پُشتِ مَن
آں منم کاندر میانِ خاک و خون بینی سرے

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳)

میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے روز تم میری پیٹھ دیکھ سکو۔ میں وہ ہوں کہ خاک و خون میں لتھڑا ہوا میرا سر دیکھ سکتے ہو مگر پیٹھ نہیں دیکھ سکو گے۔

یہ اقتباسات تھے جس میں کامل توکّل کا مضمون بہترین رنگ میں بیان ہوا ہے۔ اس سے بہتر کوئی الفاظ اس مضمون پر روشنی نہیں ڈال سکتے۔ اور وہی لوگ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو پہچانتے اور اس کی قدر رکھتے ہیں وہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

خلافت لائبریری ربوہ

خلافت لائبریری ربوہ جماعت کی لائبریری ہے۔ اس میں جماعت کی شائع شدہ کتب اور دیگر مذہبی کتب کے علاوہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لٹریچر اکٹھا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ لائبریری قیمتی اور نایاب لٹریچر کا خزانہ ہے جہاں جماعتی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت لائبریری میں تقریباً ایک لاکھ دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔

جدید علوم اور نت نئی تحقیقات جو ساری دنیا میں ہو رہی ہیں ان سے جماعت کو آگاہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے متعلق کتب، رسائل اور دیگر مواد کو لائبریری میں محفوظ کیا جائے۔ اس پہلو سے آپ کے ملک میں شائع ہونے والی کتب، رسائل، مائیکرو فلم، ویڈیو کیسٹ وغیرہ میں سے جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں کہ اس کا خلافت لائبریری میں ہونا ضروری ہے کیونکہ ان سے جماعت کے مؤقف کے ثبوت میں مدد مل سکتی ہے یا نئے اعتراضات کا جواب دیا جا سکتا ہے تو ضرور لائبریری کو مطلع فرمائیں اور ایسے مواد کے حصول کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون فرمائیں۔ فجزا کم اللہ احسن الجزاء۔

(صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ)

عبیداللہ علیم کی بہار آفرین شخصیت

اور ایک یادگار انٹرویو

(دوست محمد شاھد ۔ مؤرخ احمدیت)

ارباب ذوق وکمال نے اردو شاعری کے قدیم اور اوّلین شعراء عظام کو دو طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ طبقہ اولیٰ میں ولی سے حضرت مظہر جان جاناں تک کی محترم ہستیاں شامل ہیں اور طبقہ ثانیہ کے ایوان نظم میں سودا سے انشا تک کے اساتذہ فن جلوہ آرا ہیں اسی بزم میں جناب میر محمد تقی میر (۱۷۲۳ء تا ۱۸۱۰ء) بھی شان تمکنت ورعنائی کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ میر کو شاعری سے فطری مناسبت تھی۔ ان کے زمانے میں امراء اور سلاطین کی خوشامدی کا دستور عام تھا اور شہرت وقبولیت کا زینہ متصور ہوتا تھا۔ مگر انہوں نے لکھنو کے نواب آصف الدولہ کے دربار سے قطع تعلق گوارا کر لیا لیکن اپنی خودداری اور استغناء پر آنچ نہ آنے دی۔ غالب کہتے ہیں: غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ۔ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں۔

برصغیر کے مایہ ناز شاعر عبیداللہ علیم بھی جناب میر کی طرح فطری شاعر اور نہایت درجہ غیور شخص تھے۔ آپ جب ادبی افق پر طلوع ہوئے آپ نے سطحیّت زدہ روحانیت چھائی ہوئی آپ نے خزاں رسیدہ چمن میں اپنے ذہن رسا اور فکرِ صائب سے ایک نئی بہار پیدا کر دی اور سن شعور میں قدم رکھتے ہی اپنے کمال فن کی بلند ادبی طبقوں سے داد سخن وصول کی اور اپنی فکری صلاحیتوں کا سکہ بٹھا دیا۔

سوزوگداز جو جناب میر کے کلام کا طرۂ امتیاز ہے علیم مرحوم کی شاعری میں بھی جھلک رہا ہے ان کی تخلیقات کے مطالعہ سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ تمثیلات وتشبیہات کی ندرت کے میدان میں انہوں نے اردو شاعری کو جدید رخ دیا اور متعدد نئی جہتوں کو روشن کیا ہے۔

خدا اور مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ عشق نے انہیں امامِ عصر کی راہ دکھائی ۔بصیرت کی آنکھیں بخشیں اور حق کی زبان عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں دوسرے لوگ زندگی کے حقائق پانے سے قاصر رہے انہوں نے اپنی اصل منزل پالی وہ وہ ریاض رسولؐ کے خوشنوا عندلیب تھے اور عمر بھر اسی منزل کے سرمدی گیت سناتے اور نغمہ سرائی کرتے عالم ابدی کی طرف پرواز کر گئے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔ انہوں نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل ملک کی بعض ادبی شخصیات کو ایک انٹرویو دیا تھا جو جناب حسن رضوی کی ایک تازہ حسین پیشکش ۔ 'انداز گفتگو' کی زینت ہے۔ اس یادگار اور تاریخی انٹرویو سے علیم کے واردات قلبی، جذبات اصلی، نزاکت تخیل اور محاکات کی نفاست کی دلکش تصویر ابھرتی ہے اور ان کی زبردست قوت حافظہ اور روحانی تجربوں کے نتیجہ میں روحانی واردات کے کوچہ میں قدم رکھنے کا پتہ چلتا ہے اور دراصل یہی امتیازی خصوصیات ہیں جن کے باعث ایم ٹی اے کی بدولت ساری دنیا میں ان کی پاکیزہ شاعری کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ ان کا نام اور کام دونوں زندہ جاوید ہیں کیونکہ ان کا نور اس شمع صداقت سے مَسْتَنِیر ہے جس کے مقدر میں بجھنا نہیں ہمیشہ فروزاں رہنا ہے۔ میر کے پرکیف اشعار میں علیم کا آخری پیغام سنئے:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے
جبیں سجدے کرتی ہی کرتی گئی
حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

ذیل میں اس فرزند احمدیت کے انٹرویو کا مکمل متن کتاب کے ناشر جناب اعجاز احمد صاحب کی اجازت سے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

"عبیداللہ علیم"

شرکاء گفتگو: ڈاکٹر سلیم اختر شہزاد احمد، ڈاکٹر اجمل نیازی، ڈاکٹر سعادت سعید، علی اکبر عباس، حسن رضوی، احمد جاوید۔

حسن رضوی: ہم عبیداللہ علیم کو خوش آمدید کہتے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں ان کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۷۳ء میں چاند چہرہ ستارہ آنکھیں کے نام سے چھپا تھا اور اب تک اس کے ۱۴ ایڈیشن چھپ چکے ہیں ان کا ایک مجموعہ "ویران سرائے کا دیا" ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور اس کا بھی تیسرا ایڈیشن آچکا ہے آج ہم ان کے شعری رویوں اور ان کے زندگی کو دیکھنے کے انداز پر گفتگو کریں گے میرے ساتھ شریک گفتگو ہوں گے ڈاکٹر سلیم اختر، شہزاد احمد، سعادت سعید، احمد جاوید، علی اکبر عباس اور ڈاکٹر اجمل نیازی۔ علیم صاحب یہ فرمائیے شاعری سے آپ کی محبت کے کیا محرکات تھے؟

عبیداللہ علیم: جب میں چھٹی ساتویں میں تھا تو مجھے محسوس ہوا کہ شعر کے لیے میرا حافظہ خاصا تیز تھا ہم بیت بازی میں بھی حصہ لیا کرتے تھے اس سلسلے میں اساتذہ نے بھی ہماری تربیت کی ہمیں ہزاروں کے حساب سے تقطیع وار شعر یاد تھے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۸ء تک اس سے تین گنا زیادہ لکھ لیے تھے لیکن انہیں محض اپنی تربیت کا حصہ سمجھ کر میں نے بھلا دیا البتہ ۱۹۵۹ء کے بعد کی شاعری میرے دو مجموعوں میں موجود ہے۔

حسن رضوی: بیت بازی میں آپ کو کس استاد کے سب سے زیادہ شعر یاد تھے؟

عبیداللہ علیم: مجھے آج بھی میر کے اشعار سب سے زیادہ یاد ہیں غالب اور اقبال کے بھی بہت یاد ہیں

حسن رضوی: میر کی شاعری کا اثر بھی آپ نے قبول کیا؟

عبیداللہ علیم: کاش میں میر کی شاعری کا اثر قبول کر سکتا، البتہ میر میرا پسندیدہ شاعر ہے۔ میرا ایک شعر تھا

پہلا شاعر میر ہوا اور اس کے بعد ہوں میں
پہلے وہ تقدیر ہوا اور اس کے بعد ہوں میں

حسن رضوی: میر کی شاعری کا سایہ لوگوں نے ناصر کاظمی پر زیادہ محسوس کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

عبیداللہ علیم: ناصر کاظمی پر میر کی ماورائی چھاپ نہیں ہے مجھے اس عہد کے شعراء میں ناصر کاظمی اور فیض صاحب پسند ہیں ناصر کاظمی کی رومانیت کا قدم ماورائیت کی طرف اس طرح سے نہیں اٹھا جتنا کہ میر کی شاعری میں ہے میر کا لہجہ خوبصورت رومانوی، بین السطور گہرائی کا حامل تھا ناصر کاظمی کو ذاتی تجربے نے خاص طور پر زندہ کیا۔

شہزاد احمد: میر کی ماورائیت سے آپ کی کیا مراد ہے؟

عبیداللہ علیم: ہمارے ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۹ء کے بعد پیدا ہونے والی تحریکوں سے جو ادب پیدا ہوا ہے وہ تقسیم شدہ، ادب ہے مذہب، تصوف، فقہ وغیرہ کی گہرائیاں میر کے عہد میں راسخ تھیں انہوں نے ان روایتوں کو مشاہدے اور مطالعے کے حوالے سے قبول کیا۔ ان کے ہاں تصوف کی گہرائی میر درد اور غالب سے مختلف ہے۔ اس کو میں ماورائیت کہتا ہوں بکھری اشیاء میں وہ خدا کا جلوہ دیکھتے تھے۔

حسن رضوی: ایک بار شمس الرحمان فاروقی نے احمد مشتاق کے بارے میں کہا تھا کہ وہ فراق سے بڑے شاعر ہیں؟

عبیداللہ علیم: اس کا جواب تو شمس الرحمان فاروقی کو ہی دینا چاہیے کیونکہ وہ کبھی کبھار ایسی باتیں کرتے ہیں' ایسی باتوں کا جواب دینا بھی میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

سعادت سعید: آپ کی شاعری میں خوش آہنگی' شگفتگی' جمال دوستی وغیرہ کے عناصر ملتے ہیں' زندگی کے تاریک اور تلخ پہلوؤں کا یا غلاظتوں اور گندگیوں کا آپ کی شاعری میں زیادہ اظہار نہیں ہوا۔ آپ اس ضمن میں کیا کہنا چاہیں گے؟

عبیداللہ علیم: جتنی میری شخصیت میں غلاظت اور گندگی ہوگی وہ شاعری میں آگئی ہوگی اور جتنی مزید ضرورت پڑے گی اسے لکھوں گا؟

سعادت سعید: میرے سوال کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بادلیر وغیرہ نے جدید شاعری میں زندگی کی غلاظتوں کو پیش کیا اور ہمارے ہاں بھی مریضانہ شاعری کا چرچا ہے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ وہ استعاراتی گہرائیوں کی شاعری کر رہے ہیں' آپ اس ضمن میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

عبیداللہ علیم: میں تو ابھی مزید قدیم بننے کی خواہش میں ہوں اور اگر کوئی میرے بارے میں یہ کہتا ہے کہ میرے اندر جدید لب ولہجہ پایا جاتا ہے تو وہ میرے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ استعارے' تشبیہیں اور علامتیں شاعر کے جذبات کا حصہ ہیں۔ یہ ایجاد نہیں کئے جاتے۔ اس کی شخصیت کی گہرائی کے مطابق ہی الفاظ میں گہرائی پیدا ہوگی۔ میرا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہے البتہ شاعر کو وجودی سطح پر اظہار کرنا چاہیئے۔ ناٹک اور ڈرامے کے لئے نہیں۔ نئی شاعری والوں نے ۱۹۶۷ء میں بہت سے پرانے شاعروں کی موت کا اعلان کیا اور نئی بیوں ؟؟؟ کا ڈھنڈورا پیٹا۔ نثری نظم بھی ان دنوں اپنا راستہ ہموار کر رہی تھی۔

حسن رضوی: سعادت سعید کا تعلق بھی تو اسی گروہ سے تھا؟

عبیداللہ علیم: سعادت سعید بھی ان لوگوں کے ہم زبان تھے۔ ہم بھی کہتے ہیں خراب غزل بھی ہوتی ہے' خراب نثر بھی ہوتی' موسیقی بھی خراب ہو سکتی ہے وغیرہ۔ اس قسم کا جھگڑا موسیقی میں نہیں ہے بانسری' ستار' سارنگی وغیرہ پر اعلیٰ درجے کا ایمن بجایا جاسکتا ہے۔ سرتال میں سبھی ہوتے ہیں مگر منفرد ان میں سے کوئی کوئی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سارا معاملہ شخصیت کے اظہار کا ہے۔ شخصیت کی گہرائی اور گیرائی فن پر اثر انداز ہوتی ہے۔

حسن رضوی: اس کا مطلب ہے کہ فارم کے مقابلے میں آپ مواد کو اہمیت دے رہے ہیں؟

عبیداللہ علیم: اگر شاعر کے پاس تجربہ ہے تو اس کا اظہار کسی بھی فارم میں ہو سکتا ہے۔

احمد جاوید: ہمارے ہاں شعری اظہار کے دو بڑے طریقے رائج رہے ہیں' سعادت سعید کے سوال سے میرے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی ہے انہوں نے آپ کی شاعری کی بنیادی قدر جمال کو ٹھہرایا ہے اور میری رائے میں یہ بلکل صحیح نکتے تک پہنچے ہیں۔ ہماری کلاسیکی شاعری آپ کی شاعری کے لئے واحد پس منظر اس میں جمال پیدا ہوا ہے غالب ہی کی شاعری کی طرح نشاط سے یا فارسی میں عرفی وغیرہ کی طرح ایک جمال دکھ سے پیدا ہوا ہے اس کا اردو' فارسی اور عربی میں میر سب سے بڑا آدمی ہے میر دکھ کو حسن بنا دیتا ہے۔ فراق اس حوالے سے ایک اور نام ہے۔ میر کی اسی صفت کا تسلسل آپ کی شاعری میں بھی ہے۔ میر کے ہاں نفی ذات اور اثبات ذات کی جادویت ہے۔ جو اہم شاعری سوز دل کی جمالیات سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں ایک مزہ نفی شخصیت کا بھی آنا ہوتا ہے' آپ نے شاعری کا اسم اعظم اثبات شخصیت کو قرار دیا ہے۔

عبیداللہ علیم: میں نے صرف شخصیت کہا تھا اس کی نفی اور اثبات بھی شخصیت ہی کا حصہ ہیں' نشاط رنج ہو یا رنج نشاط، جس چیز کو نشاط کہتے ہیں وہ دکھ کی ایک شکل ہے اور جس چیز کو دکھ کہتے وہ نشاط کی ایک شکل ہے۔ جب یہ دونوں باہم ہو جائیں تو اس سے ایک اور لحن پیدا ہوتا ہے۔ میر صاحب ان دونوں کا

مرتقع تھے۔ میرا ذاتی تجربہ اپنے اندر خالصتاً ایک رومانی شکل رکھتا تھا۔ اس میں بھی نشاط کی کوئی ایسی شکل نہیں ہے جو محض نشاط ہو وہ بھی المیوں سے عبارت ہے۔ اگر ڈاکٹر سعادت سعید کی زبان میں کہا جائے تو اس میں وہ دکھ یا فرسٹریشن یا غلاظت 'نفسی غلاظت مل سکتی ہے۔ اگر آپ ڈھونڈیں گے تو بہت زیادہ ملے گی' لیکن میں اپنے اچھے دوستوں سے گزارش کرونگا کہ اگر انہوں نے مسلسل مجھے دیکھا ہے تو میرے ہاں ایک اور فضا بھی پیدا ہوئی ہے جس کا تعلق میرے ماضی کے رومانی تجربوں سے ہے۔ اس حوالے سے میرے ہاں بھی نشاط رنج یا رنج نشاط کے مطالعے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر: آپ کی اپنی شخصیت کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا آپ کی تخلیق کے حوالے سے کس حد تک کتھارسس ہوا ہے۔ یعنی آپ کی سائیکی کی آپ کی شاعری میں کہاں تک جھلک ہے۔

عبیداللہ علیم: میں اپنی شخصیت سے فرار کی کوشش نہیں کرتا۔ میرے ہاں جنسی اور روحانی حوالے بھی موجود ہیں میں ان سے پہلو بچانے کی کوشش نہیں کرتا میر صاحب میں خراب لکھنے کی بڑی قوت تھی ہمارے عصر میں خراب لکھنے کی اتنی بڑی قوت کسی میں پیدا نہیں ہوئی اور جس شاعر میں خراب لکھنے کی قوت نہ ہو میرے خیال سے وہ میر کی بلند سطح کو نہیں چھو سکتا۔ میں نے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۸۹ء تک سو سے زائد غزلیں نہیں لکھیں اس لئے کہ میری شخصیت کا کوئی تجربہ جب فطری طور پر شعری وقوعے میں ڈھلتا ہے تو میں شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں، اس سے زیادہ میرا دعویٰ نہیں ہے۔

احمد جاوید: آپ نہ خیال کے شاعر ہیں نہ لفظ کے بلکہ واردات کے شاعر ہیں۔ آپ نے انسانی تعلق کی شاعری بھی کی ہے۔ مختلف ادوار میں آپ کی واردات کا منبع بدلتا رہا ہے پہلے ان واردات کی نوعیت رومانی تھی اب وہ ایک روحانی شکل اختیار کرتی جارہی ہے شاعر کی نظر اپنی شخصیت گذشتہ پر بھی ہوتی ہے اور حالیہ اور آئندہ پر بھی۔ آپ کی شاعری میں شخصیت حالیہ کا تجربہ خاصا مضبوط ہے۔ آپ کی پچھلی شخصیت کا اظہار ابھی آپ کی شاعری کی طاقت نہیں بنا کیا آپ کو بھی یہ محسوس ہوا ہے؟

عبیداللہ علیم: شاعری کی واردات تخلیقات میں ڈھلنا ناگزیر ہوتا ہے۔ میرے ہاں ماضی کا تجربہ یا واردات دوسرے روحانی تجربے یا واردات میں جاری نظر آتا ہے۔

سعادت سعید: شاعر میں سماجی تجربے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اس کے بغیر اس میں گہری معنویت تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ آپ نے سماجی تجربوں کو اپنی توجہ کا کم ہی مرکز بنایا ہے۔ آپ اس حوالے سے کچھ کہنا پسند کریں گے؟

عبیداللہ علیم: مجھے گھر انسانی زندگی کا مرکزی یونٹ لگتا ہے۔ اس حوالے سے جو سیاسی مسائل آتے ہیں، ان کا میں نے اظہار کیا ہے میرے یہ اشعار دیکھئے۔

جو دل کو ہے خبر کہیں ملتی نہیں خبر
ہر صبح اک عذاب ہے اخبار دیکھنا
میں نے سنا ہے قرب قیامت کا ہے نشاں
بے قامتی پہ جبہ و دستار دیکھنا
اس قافلے نے دیکھ لیا کربلا کا دن
اب رہ گیا شام کا بازار دیکھنا

تو اگر یہ سیاسی عوامل نہیں ہیں تو پھر آپ کو کیا چاہیے۔

سعادت سعید: میں سماجی تجربے کی ان شکلوں کو اہم جانتا ہوں جن میں تصورات سازی کا عمل دخل ہو، ایسی شاعری ہمیں اقبال اور ن م راشد کے ہاں نظر آتی ہے؟

عبیداللہ علیم: ان تجربوں کے میدان اور تناظر انہی سے مخصوص تھے۔ ان کی شاعری میں نوعمری کے تجربے آپ کو کم ہی نظر آئیں گے۔ تجربہ کوئی بھی ہو اسی کی گہرائی سے اعلیٰ شاعری کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر: میرا سوال بھی سعادت سعید کے سوال سے ملتا جلتا ہے تاثر یہ ملا ہے کہ آپ ترقی پسندوں کے حوالے سے خارجیت والا ادب پسند نہیں کرتے لیکن آپ نے جو اشعار سنائے ہیں ان میں خارجی حقیقت نگاری کے عناصر شامل ہیں کیا یہ آپ کے ہاں کسی نوع کی سویت کا سلسلہ ہے یا آپ نے اسے ذاتی تجربے کے طور پر منتخب کیا ہے۔

عبیداللہ علیم: ظاہر ہے کہ یہ میرا انفرادی مسئلہ ہے۔ میں نے جس طرح محسوس کیا اس طرح لکھ دیا میں کسی منصوبہ بندی کے حوالے سے شاعری نہیں کرتا کہ مجھے تھوڑی سماجیات اس میں ڈالنی چاہیئے جیسا کہ سعادت سعید صاحب مطالبہ کر رہے ہیں۔

حسن رضوی: آپ اپنے نظریہ فن کی بابت کچھ فرمایئے اور یہ بھی بتایئے کہ آپ کی نظر میں شاعر کون ہے؟

عبیداللہ علیم: نقادوں یا اشخاص کی گواہیوں سے کوئی شاعر نہیں بنتا۔

حسن رضوی: میں یہ پوچھ رہا تھا کہ شاعر کون ہوتا ہے؟

عبیداللہ علیم: یہی جو آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔

حسن رضوی: آپ نے امجد اسلام امجد کی شاعری کی نفی کس بنیاد پر کی ہے؟

عبیداللہ علیم: ہمارے دوست عارف افتخار ہمارے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ جب وہ فرسٹریٹ ہوتے تھے تو ہم انہیں کہتے تھے کہ تمہارے اندر شعر لکھنے کی طاقت ہے تم شعر لکھو تو وہ کہنے لگے یہ بات ہے ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء کی۔ نام انہوں نے کمایا ٹی وی پروگرام کسوٹی سے کیش وہ کر رہے ہیں شعر میں ضمیر فروش نقادوں کو کھانا کھلا کر، سیر کروا کر مضمون لکھوائے جا سکتے ہیں امجد اسلام امجد نے جو ڈرامے لکھے ہیں ان کی بنیاد پر انہیں شہرت ملی اور اب وہ ہر مشاعرے میں بلائے جاتے ہیں تو حصہ تو انہوں نے ڈرامہ نگاری میں لیا اور کیش کر رہے ہیں شعر کو۔ کراچی کے ایک مشاعرے میں سامعین نے انہیں ہوٹ کیا تو انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ مجھے پنجابی ہونے کی وجہ سے ہوٹ کیا گیا ہے تو بھائی اگر آپ کو کراچی میں پنجابی ہونے کی وجہ سے ہوٹ کیا گیا ہے تو احمد ندیم قاسمی کو لاہور میں کیوں ہوٹ کیا گیا ہے مشاعرے میں چار پانچ سامعین اگر کسی کو ہوٹ کرنا چاہیں تو آسانی سے کر سکتے ہیں لیکن وہ اسے سیاسی قضیہ بنا رہے ہیں یقیناً انہوں نے اچھے شعر بھی لکھے ہوں گے ان کی داد دی جانی چاہیئے۔

اجمل نیازی: ایک زمانے میں کہا جاتا تھا کہ تصوف برائے شعر گفتن خوب است آپ کی شاعری میں بھی اگر تصوف کا ذائقہ ہے تو اس کا سرچشمہ کہاں ہے؟

عبیداللہ علیم: اس کا سرچشمہ جہاں ہے وہیں سے بنتا ہے اس پر میں پہلے گفتگو کر چکا ہوں۔

علی اکبر عباس: کیا کوئی شاعر جدید لفظیات کا سہارا لے کر جدید ہو سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ قدیم سے منسلک ہیں تو کیا واقعی احساساتی طور پر آپ قدیم سے منسلک ہیں؟

عبیداللہ علیم: جب تک آپ رشتوں، چیزوں اور محسوسات کے دائروں سے منسلک نہیں ہوں گے تو آپ کا لفظ آپ کے وجود میں بولنا بند کر دے گا۔ جواب مضمون کی شاعری کو میں باہر سے مسلط کردہ شاعری کا نام دیتا ہوں۔ ترقی پسند تحریک ہو یا حلقہ ارباب ذوق کا گروپ دونوں طرف اچھے شاعر بھی ہیں اور غیر تخلیقی بھی ہیں۔

علی اکبر عباس: ایسی تحریکیں ادب میں کیا کردار ادا کرتی ہیں؟

عبیداللہ علیم: ایک دفتر میں رجسٹر اٹھانے والا آدمی بھی ایک کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔

اجمل نیازی: ادبی گروہ بندیوں سے ادب کو فروغ ملا ہے یا نقصان پہنچا ہے۔

عبیداللہ علیم: اچھے شاعر کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ خراب شاعر کو ان سے فائدہ نہیں ہوگا۔

سعادت سعید: یہاں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت روحانیات کو ادب میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہے آپ نے اس عمل کو کیسا پایا؟

عبیداللہ علیم: اس قسم کی تحریکات میں جعل سازی زیادہ رہی ہے سچ مچ کے روحانی تجربوں سے کم استفادہ کیا گیا ہے۔ فیشن کے طور پر انہوں نے کام کیا ہے۔

شہزاد احمد: مشاعرے کے ادارے نے شاعری کی نشوونما میں زیادہ حصہ نہیں لیا۔ میرے لئے امجد اسلام بنیادی طور پر شاعر ہے اور اس کا ڈرامہ نویس ہو جانا ایک اتفاق ہے۔ ہمیں اپنی کمیونٹی کے بارے میں ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

عبیداللہ علیم: ہم جو بات بھی کہیں اور لکھیں اس پر خلوت میں بھی اعتقاد رکھیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں منافقانہ رویہ نہیں اختیار کرنا چاہیے اچھے شاعر کے ہاں لفظ میں تجربے کی سطح پر رچاؤ ہوتا ہے۔ تنہائی ایک مجذوب کی بھی ہوتی ہے اور عاقل کی بھی۔ یہی حال بے گانگی کا ہے وہ ایک مجذوب کی بھی ہوتی ہے اور بدمعاش کی بھی۔ اصل سوال یہ ہے کہ شاعر انسان سے کتنا جڑا ہوا ہے اور ایسا کرتے ہوئے وہ کن اقدار کی جانب جست لگاتا ہے۔ اپنے رفقاء کے بارے میں ہمدردانہ رویئے کا تقاضا کیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایسا رویہ خالص چیزوں کو گڈمڈ کرنے کا باعث بنتا ہے۔

اجمل نیازی: آج کل شاعروں میں مزاحیہ شاعر بہتات سے نظر آتے ہیں۔ سنجیدہ شاعروں کے لئے یہ بھی ایک مسئلہ بن گیا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

عبیداللہ علیم: مزاحیہ شاعر پہلے بھی پیدا ہوتے رہے اور وہ مشاعروں میں پڑھتے تھے اب تو شاید ایک دو ہی مشاعروں میں جاتے ہیں لیکن اگر بہت اچھا سنجیدہ شاعر اس کے بعد پڑھے تو میرے خیال میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حسن رضوی: عبیداللہ علیم صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے شعر و ادب کے سلسلے میں ہمیں اہم نکات سے آگاہ کیا۔

(ماخوذ از کتاب 'انداز گفتگو' صفحہ ۳۴۲ تا ۳۵۰ ناشر سنگ میل پبلشیز لاہور)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

جرمنی میں دنیا بھر کے لیے سستے ٹیلیفون کی سہولت

ہم اپنے کرم فرماؤں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کہیں بھی فون کرنا ہو تو فون کارڈ کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور کم دام میں زیادہ وقت اپنے عزیزوں کے ساتھ بات کریں

(۳۴ منٹ ۳۰ مارک میں)

اسی طرح ہم جرمنی بھر میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو سستے فون کی دکانیں کھول کر دینے کو بھی تیار ہیں۔ ایسے احباب تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فون کارڈ پوسٹ کے ذریعہ بھی منگوائے جا سکتے ہیں۔ ہم فون کارڈ تھوک کے ریٹ پر بھی فروخت کرتے ہیں۔

پروپرائٹر: مسعود احمد

فون: 0171-9073453 06233-480056

بعد از خدا بعشق محمد مخمّرم　　　گرکفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی

محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوھدری۔ پریس سیکرٹری)

قسط نمبر ۱۴

لٹریچر تقسیم کرنے پر باپ بیٹے کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ

خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ کے مشتاق احمد سگوں اور ان کے بیٹے ناصر احمد کے خلاف ایک مقدمہ نمبر ۲۸۲ مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۹۹ء کو بوقت شام ۷ بجے تھانہ خان گڑھ میں تبلیغ کرنے اور لٹریچر تقسیم کرنے کی وجہ سے زیر دفعہ 295 تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔

یہ مقدمہ ایک شخص مشتاق احمد ولد اللہ بخش ساکن موضع گجوائن کی تحریری درخواست پر جو اس نے ڈپٹی کمشنر بااختیارات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مظفر گڑھ کو لکھی، درج کیا گیا۔ درخواست دہندہ نے لکھا:

گزارش ہے کہ مسئول علیہ قادیانی ہیں اور قادیان اور قادیانی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو احمدی قرار دیتے ہیں۔ کافی عرصہ سے اپنے مذہب کی کھلم کھلا تبلیغ کر رہے ہیں اور شارع عام مناظرہ کرتے ہیں اور اپنے لٹریچر کی مشتہری کرتے ہیں اور اپنے لٹریچر کو تقسیم بھی کرتے ہیں جس سے سادہ لوح مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں۔ درج ذیل لٹریچر (۱) احمدیت کا پیغام، (۲) سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظر میں، (۳) ایک مثالی احمدی۔

بھی روبرو محمد افضل ولد الٰہی بخش، اظہر اسماعیل ولد محمد اسحٰق، مسمی بشیر احمد ولد غلام یٰسین کو تقسیم کیا گیا اور اسے قادیانیت کی تعلیم دے کر گمراہ کر کے غلط مذہب کا پرچار کر کے قادیانی بنایا گیا اور حضور کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کی تضحیک کر کے مسلمانوں کی دلآزاری کرتے ہیں۔ جو کہ اس وقت واجب القتل ہیں۔ مسئول علیہم کا یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں مورخہ ۱۹؍جون سادہ لوح مسلمانوں کی ایک کوسٹر بھر کر ربوہ بھی گئے ہیں اور اب بھی مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج کرتے ہیں۔ کسی وقت مسلمانوں کے جذبات سے بے قابو ہو کر جھگڑے کا احتمال ہے۔ اگر فی الفور کاروائی نہ کی گئی تو یہ مرتد لوگ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو کہ آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کی شق 298/C کے تحت قابل گرفت ہے اور قابل تعزیر ہیں۔ ان کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کا حکم فرمایا جائے۔

چنانچہ مکرم مشتاق احمد سگوں صاحب اور مکرم ناصر احمد صاحب کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ زیر دفعہ 298/C اور 295 تعزیرات پاکستان درج ہو گیا اور مکرم مشتاق احمد صاحب سگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

مکرم مشتاق احمد صاحب سگوں کی طرف سے ضمانت کی درخواست جوڈیشل مجسٹریٹ مظفر گڑھ کی عدالت میں دائر کی گئی۔ جب یہ درخواست سماعت کے لئے پیش ہوئی تو سرکاری وکیل نے کہا کہ ایف آئی آر کے مندرجات کے مطابق اس مقدمہ میں دہشت گردی اور توہین رسالت کا ارتکاب پایا جاتا ہے۔ جس پر مجسٹریٹ نے دفعات 295/A اور 295/C کا اضافہ کر کے یہ کیس انسداد دہشت گردی کورٹ ڈیرہ غازیخان کو بھجوا دیا۔ یاد رہے کہ جن مقدمات میں دفعہ 295/A کا ارتکاب کیا جاتا ہے ان کی سماعت انسداد دہشت گردی کی عدالتیں کرتی ہیں اور اس دفعہ کے تحت سزا ۱۰ سال تک ہو سکتی ہے اور دفعہ 295/C یعنی توہین رسالت کی دفعہ کے تحت سزا موت مقرر ہے۔

مکرم مشتاق احمد صاحب سگوں کو جیل میں بیڑیاں پہنا کر رکھا گیا ہے۔

عدالتوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے اس علاقہ میں بھی ملاؤں نے بیٹ چین اور ناصر آباد وغیرہ میں جلسے کئے اور جلوس نکالے۔ ان جلسوں اور جلوسوں میں احمدیوں کو پھانسی دینے کا مطالبہ کیا جاتا رہا۔

مکرم مشتاق احمد صاحب کے بیٹے مکرم ناصر احمد صاحب کو پولیس نے کئی دفعہ چھاپہ مار کر گرفتار کرنا چاہا مگر وہ گرفتار نہ ہو سکے۔ اسی طرح کا ایک چھاپہ مورخہ ۲۱؍اگست ۱۹۹۹ء کو رات ساڑھے دس بجے ان کے گھر پر مارا گیا مگر چونکہ وہ گھر پہ نہ تھے پولیس انہیں گرفتار کرنے میں ناکام رہی مگر انہوں نے چھاپے کے دوران ان کے چھوٹے بھائی محمد عارف کو گرفتار کر لیا اور یہ الزام لگایا کہ وہ اپنے بھائی کو پناہ دیتا ہے اور ایک مقدمہ نمبر ۳۵۲ مورخہ ۲۱؍اگست ۱۹۹۹ء کو ان کے خلاف زیر دفعہ 216 تعزیرات پاکستان درج کر لیا گیا۔ مقدمہ کی ایف آئی آر میں انچارج تھانہ خان گڑھ فرخ جہانگیر نے لکھا کہ:

”میں سب انسپکٹر انچارج تھانہ خان گڑھ معہ عبدالقیوم، مختار حسین پولیس ملازمان بسواری گاڑی سرکار نمبر 3292/MNA ڈرائیور ابرار حسین کانسٹیبل بسلسلہ گشت و پڑتال جرائم نزد کبیر پور موجود تھا کہ مخبر نے اطلاع دی کہ اشتہاری ملزم ناصر احمد ولد مشتاق احمد قوم سگو سکنہ کبیر پور جن پر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۹۹ء کو مقدمہ نمبر ۲۸۲ درج ہے اپنے گھر پر موجود ہے اور اس کو اس کے بھائی عارف احمد ولد مشتاق احمد سگو نے پناہ دے رکھی ہے اور پولیس کی آمد پر خبردار کر دیتا ہے۔ لہذا مخبر کی اطلاع کو معقول سمجھتے ہوئے نزد مسکن ناصر احمد پہنچا تو عارف جو نگرانی کر رہا تھا نے اٹھ کر شور مچا دیا کہ پولیس آ رہی ہے بھاگ جاؤ۔ لہذا ناصر احمد اشتہاری اس کی آواز سن کر فصلات میں گم ہو گیا جس کو کافی تلاش کیا مگر باوجہ اندھیرا ہونے کے نہ ملا جبکہ عارف احمد مذکور کو قابو کر لیا گیا۔ عارف احمد ولد مشتاق احمد نے ملزم اشتہاری کو پناہ دے کر جرم زیر دفعہ 216 تعزیرات پاکستان کا ارتکاب کیا ہے“۔

اس طرح عارف کے خلاف بھی مقدمہ قائم کر کے ان کو زیر حراست لے لیا گیا ہے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔　(مینجر)

IVNIT ENTERPRISES
(Direct Import - Cash & Carry)

فرینکفورٹ مین ریلوے سٹیشن کے بالکل نزدیک دریا کے کنارے
ویسٹ ہافن پر گروسری کا وئرہاؤس جہاں آپ ٹرالی میں بڑے آرام سے خرید کر سکتے ہیں
وئرہاؤس کے سامنے پارکنگ کا وسیع انتظام ہے

احباب کی سہولت کے لئے مورخہ ۱۵؍نومبر تا ۳۰؍نومبر ۱۹۹۹ء درج ذیل اشیاء پر سیل لگائی جا رہی ہے

سپر کرنل باسمتی چاول	۱۰ کلوگرام	36-00 DM
ابلے چنے	400×12	7-95 DM
ہلدی	375 گرام	4-00 DM
زیرہ، دھنیہ اور کری پاؤڈر، مینگو اچار، مکس اچار، لیمن اچار		4-00 DM
لہسن، ادرک اور چلی کا اچار	400 گرام	2-90 DM
بیسن	2 کلوگرام	4-50 DM
چاٹ، قورمہ، بریانی، حلیم، پایا، میٹ، چکن،		
سیخ کباب، شامی کباب مصالحہ جات		2-00 DM
سویاں	200 گرام	1-00 DM

IVNIT ENTERPRISES
West Hafen Halle-3
60327- Frankfurt / M-Germany
Tel: 069-237534　Fax: 069-233800

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

تاریخی حقائق

مذہبی تعصب کی صلیب پر

شیخ عبدالماجد۔ لاہور

روزنامہ جنگ پبلشرز کی کتاب "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" کے مصنف سید محمد سلطان شاہ صاحب کے نزدیک ملک وملت کی خیر خواہی کے کارناموں کی وجہ سے جناب ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان کی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ لیکن چوہدری ظفراللہ خان کے بارے میں مصنف کسی اچھی رائے کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ظفراللہ خان ہمارے لیڈروں کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ (صفحہ ۵۴)

مصنف کا اشارہ باؤنڈری کمیشن میں تقسیم پنجاب کی وکالت کی طرف ہے جو قائداعظم نے چوہدری ظفراللہ خان کے سپرد کی تھی۔ قائداعظم نے تو اس وکالت پر خوشی کا اظہار فرمایا تھا اور پوری ملت اسلامیہ نے بھی اس پر خلوص اور بے غرضانہ خدمت کو از حد سراہا تھا مگر مصنف چوہدری ظفراللہ خان کیلئے "چکر باز" کے الفاظ استعمال کر کے انہیں ملک وملت کا بدخواہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ باؤنڈری کمیشن میں چوہدری صاحب کی کارکردگی پر تو ہم پھر کسی وقت روشنی ڈالیں گے سر دست مصنف کے ممدوح جناب ذوالفقار علی بھٹو کا چوہدری صاحب کے بارے میں سرٹیفکیٹ قارئین کے روبرو رکھتے ہیں جس میں انہوں نے چوہدری صاحب کی بے غرضانہ اور پر خلوص خدمات بہ سلسلہ:

(۱) مسلم لیگ۔ (۲) قیام پاکستان۔ (۳) استحکام پاکستان۔ (۴) وقار و عظمت پاکستان (۵) عالم اسلام کا کشادہ دلی سے اعتراف کیا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بحیثیت صدر پاکستان اپنی اور پاکستانی قوم کی طرف سے چوہدری ظفراللہ کی خدمات کا اعتراف اس وقت کیا جب چوہدری صاحب عالمی عدالت انصاف کی صدارت سے ریٹائر ہوئے تھے۔

واضح رہے کہ جناب بھٹو کو ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک ملک پر حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اس قلیل عرصہ میں بھی بقول مصنف "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" ایک گروہ انہیں:

☆......اسلامی اقدار کا قاتل۔

☆......نظام مصطفیٰ کا مخالف۔

☆......فحاشی وعریانی کا پرچارک۔

☆......لادین سوشلسٹ......اور

☆......دین اسلام سے خارج

قرار دیتا ہے۔ (صفحہ ۱۴)

جبکہ چوہدری ظفراللہ خان کو کم و بیش ۶۰ برس ملک و ملت کی خدمت و نمائندگی کی سعادت نصیب ہوئی۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے چوہدری ظفراللہ خان کی پوری زندگی پر محیط خدمات کا اعتراف اپنے بیان میں کیا ہے۔ یہ بیان ۱۸ر مارچ ۱۹۷۳ء کو پاکستان ٹائمز لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اس بیان کا انگریزی متن اور ترجمہ دونوں قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے جناب بھٹو کے اس خراج تحسین سے جنگ پبلشرز کی کتاب کے مصنف کی غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے گا۔

Bhutto eulosises Zafrulla's ServicesRawalpindi, March 17. President Bhutto has sent a message of appreciation to Ch.Zafrullah Khan on his retirement from the presidentship of the International Court of Justice at The Hague.

The President's message reads;

" I wish to convey to you our deep appreciation for the service you have so selflessly rendered over several decades to the people of Pakistan as well as to the International Community. As a leading members of political movement which led to the achievement of a homeland of the Muslims in the sub-continent and earlier as president of the All India Muslim League in 1931. You played a very significant role in the creation of Pakistan.

As Foreign Minister of Pakistan for the first seven years after the birth of the country you helped in establishing Paksitan as a State which commanded respect abroad and whose voice carried a weight in International forums. Yours services to Pakistan ,however did not end there. As President of the U.N.General Assembly and as a Judge of International Court of Justice, you not only served the International community as a whole but in doing si enhansed the prestige of Pakistan.

I can say with full confidence that all of us shared the pride that one naturally left as the respect you commended in the International community and the United Nations in your various capacities.

On your retirement from the International Court of Justice, my Collegues and I wish to convey to you our most sincere good wishes for your future health and happiness.

The message was given at a farewell luncheon in honour of Ch.Zafrullah Khan which was attended by Grand Maltress Baroness E.L.Sweerts de Landas Syborgh, some judges of the International Court of Justice, Registrar of the ICJ and the Secretary General of the Netherlands Foreign Office, The Attorny General of Pakistan Mr. Yahya Bakhtiar, was also present. AFP.

جناب بھٹو (صدر مملکت) کا خراج تحسین

راولپنڈی (اے۔پی۔پی) ۱۷ر مارچ صدر ذوالفقار علی بھٹو نے چوہدری محمد ظفراللہ خان کے ہیگ میں عالمی عدالت انصاف کی صدارت کے منصب سے ریٹائر ہونے پر انہیں تہنیت کا پیغام ارسال کیا ہے۔ صدر کے پیغام کا متن درج ذیل ہے:

"میں آپ کی ان خدمات کے بارہ میں جو گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران آپ نے اہل پاکستان اور اہل عالم کی بھلائی اور بہتری کے لئے بے لوث طریقے سے انجام دی ہیں گہرے جذبات تشکر و اطمینان کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے اور پھر تحریک پاکستان کے ایک اہم رہنما کی حیثیت سے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ نے مملکت پاکستان کی زندگی کے ابتدائی سات سالوں میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے اس نئے ملک کو اقوام عالم میں ایک باعزت مقام دلانے کے لئے ایسی کوششیں اور محنت کی کہ دنیا کی قوموں میں پاکستان کے موقف کا وزن محسوس کیا جانے لگا۔ مملکت پاکستان کے لئے آپ کی خدمات اتنی ہی نہیں۔ جنرل اسمبلی کے صدر کی حیثیت سے اور پھر عالمی عدالت انصاف کے سربراہ کی حیثیت سے آپ نے اگرچہ پوری انسانیت کی خدمت کی لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کی خدمات سے پاکستان کے وقار اور عزت میں بھی اضافہ ہوا۔

میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہر شخص کو اس عزت اور احترام پر فخر ہے جو اقوام متحدہ میں مختلف حیثیتوں اور عالمی عدالت انصاف میں آپ کی قابل قدر خدمات کے باعث اقوام عالم میں آپ کو حاصل ہوا۔

عالمی عدالت انصاف سے آپ کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر میں اور میرے رفقاء آپ تک اپنی نیک اور مخلصانہ تمنائیں پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ آپ اپنی باقی زندگی تندرستی اور خوشی کے ساتھ بسر کریں۔

یہ پیغام چوہدری ظفراللہ خان کے اعزاز میں دئے گئے الوداعی ظہرانے کے موقع پر پڑھ کر سنایا گیا۔ اس ظہرانے میں دوسروں کے علاوہ لیڈی ای۔ایل۔سوئیس، عالمی عدالت انصاف کے بعض ججوں، عالمی عدالت کے رجسٹرار، نیدرلینڈ کے وزیر خارجہ اور پاکستان کے اٹارنی جنرل یحیی بختیار نے بھی شرکت کی۔ (پاکستان ٹائمز ۱۸ر مارچ ۱۹۷۳ء)

مصنف فرماتے ہیں کہ...... "میں ذاتی طور پر بھٹو مرحوم کے کارناموں کا معترف ہوں"۔ مصنف کے نزدیک اس کی سب سے پہلی اور بڑی وجہ ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین کی تشکیل تھی۔ (ص ۱۴)۔ جناب بھٹو کے مداحوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس آئین کے مسودہ کو اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل مسٹر بھٹو نے ضروری سمجھا تھا کہ چوہدری ظفراللہ خان اسے ملاحظہ فرما کر قابل اصلاح امور کی نشاندہی کر دیں۔ چنانچہ جناب یحیی بختیار صاحب کے ہاتھ مسٹر بھٹو نے نظر ثانی کے لئے یہ مسودہ ظفراللہ خان کو لندن بھیجا تھا۔ اس مسودہ میں لکھا تھا کہ صدر، وزیراعظم کی رائے کا پابند ہو گا بلکہ یہ بھی درج تھا کہ وزیراعظم کو آرمڈ فورسز ریز (Raise) کرنے کا اختیار ہو گا۔...... چوہدری صاحب نے فرمایا کہ اس طرح تو کوئی شخص جسے ذرا بھی اپنی عزت نفس کا خیال ہو آپ کا صدر نہیں بنے گا۔ چوہدری صاحب کے کہنے پر مسودہ میں اس شق میں وزیراعظم کی بجائے 'صدر' لکھ دیا گیا۔

مسٹر بھٹو نے جنگی قیدیوں کے سلسلے میں بھی یہی خواہش بلکہ اصرار کیا کہ چوہدری ظفراللہ خان اس مسئلے کو عالمی عدالت میں اٹھائیں۔ چنانچہ انہوں نے یحیی بختیار صاحب کو لندن بھجوایا۔ چوہدری صاحب نے اس معاملہ میں کچھ پیش رفت کی لیکن دریں اثنا مسٹر بھٹو اور اندرا گاندھی کے درمیان معاملہ طے پا گیا۔

ان دونوں امور کی تصدیق جناب یحیی بختیار صاحب سے کروائی جا سکتی ہے۔

اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جماعت احمدیہ نے بھٹو صاحب کے ساتھ تعاون کیا تھا...... اس سوال کا جواب چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی زبانی سنئے۔ چوہدری صاحب ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"بھٹو صاحب کے پہلے الیکشن (۱۹۷۰ء) میں پنجاب میں اس کی کامیابی تو خالصتاً ہماری

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax:- 0181-871-9398

جماعت کی سپورٹ سے ہوئی بلکہ اس نے تو کہلا بھیجا تھا حضرت صاحب کو (مراد جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد۔ناقل) کہ اگر پنجاب سے چھ نشستیں بھی مجھے مل جائیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ بڑی کامیابی ہوئی۔ حضرت صاحب نے کہا نہیں تم ہر جگہ یہ امیدوار کھڑے کرو، ہم جو کچھ کر سکتے ہیں کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم جس بات کے پیچھے پڑ جائیں وہ نہایت تندہی سے کرتے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے مولانا کوثر نیازی اس وقت جیل میں تھے۔ میرا بھتیجا حمید نصراللہ ان کے الیکشن ایجنٹ تھے۔ انتخاب کے بعد کی بات ہے مجھے یہاں ملنے آئے تھے۔ یہ تو ان کے لئے تھا ہم نے پوری مدد کی، بھرپور مدد کی، بھٹو کی ساری پارٹی کی ......بلکہ جو ہمارا اندازہ تھا اور ہم ان سے کہتے بھی رہے کہ ہمارا یہ اندازہ ہے اس کے مطابق ہی یہ جیتے ۔ہمارے ورکرز ہوتے ہیں ہر جگہ......ایک تو یہ ہے کہ ہمیں گپیں مارنے کی عادت نہیں۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لوگ اچھا انتظام کرنے والے ہیں۔

سوال: بھٹو صاحب میں آپ کو اس وقت کیا بات نظر آئی؟

جواب: باقی جتنی جماعتیں تھیں سب کے منشور میں یہ اعلان تھا کہ کامیابی کی صورت میں ہمیں کافر قرار دلوائیں گی تو یہ ایک ہی پارٹی تھی (یعنی پیپلز پارٹی) جس کے منشور میں یہ نہیں تھا۔

سوال: لیکن کیا پھر انہی نے؟(اشارہ اس امر کی جانب ہے کہ بھٹو صاحب کے دور میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ناقل) پھر یہ آپ کے اتنے مخالف کیوں ہو گئے؟

جواب: ہماری مخالفت کی وجہ یہ نہیں۔ دراصل انہوں نے یہ موقف جو اختیار کیا یہ اس لئے تھا کہ وہ آئندہ کے لئے اپنے تئیں "پاکستان کا غیر متنازعہ لیڈر" بننا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر میں یہ بات کر دوں تو میری واہ واہ ہو جائے گی۔ علماء بھی ساتھ ہونگے تو اس سے مجھے پختگی ہو جائے گی...... یہ نہیں تھا کہ ہماری کسی شکایت کی وجہ سے یاد کھ کی وجہ سے وہ کر رہے تھے۔ وہ اپنے منافع کی وجہ سے ہمیں قربان کر رہے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ چھوٹی سی بات ہے۔ یوں تو انہوں نے حضرت صاحب کو ایک دفعہ ملاقات کے لئے بلایا اور باتوں کے دوران ادھر ادھر دیکھا اور کہا کہ یہاں قرآن کریم نہیں ورنہ قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہوں"۔

(بشکریہ ماہنامہ آتش فشاں مئی ۱۹۸۱ء)

راقم عرض کرتا ہے کہ بھٹو صاحب نے اقدام قتل کے مقدمہ کی کارروائی کے دوران اس امر پر زور دیا تھا کہ جب کوئی شخص ایک بار کلمہ کے الفاظ ادا کر دے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے خواہ یہ الفاظ اوپری اور سطحی زبانی سطح پر کہے گئے ہوں۔ (اس عدالتی بیان سے بھی چوہدری صاحب کے بیان کردہ مندرجہ بالا واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے)۔ جناب بھٹو کے عدالتی بیان کے الفاظ یہ تھے:

"مائی لارڈ! جیسا کہ میں اس سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ ایک مسلمان کے لئے کافی ہے کہ وہ کلمے میں ایمان رکھتا ہو اور کلمہ پڑھتا ہو۔ اس حد تک بات کی جا سکتی ہے کہ جب ابوسفیان مسلمان ہوئے اور انہوں نے کلمہ پڑھا تو رسولؐ کے بعض صحابہؓ نے سوچا کہ اس کی اسلام دشمنی اتنی شدید تھی کہ شاید ابوسفیان نے اسلام محض اوپری اور زبانی سطح پر قبول کیا ہو...... لیکن رسولؐ نے اس سے اختلاف کیا اور فرمایا کہ "جونہی اس نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔ اس نقطہ نظر سے اسلام کا نقطہ نظر بہت سادہ ہے۔ یہ ایک بنیادی تصور ہے"۔

(بحوالہ ذوالفقار علی بھٹو ، ولادت سے شہادت تک۔ مصنف سجاد بخاری ۔ اشاعت اکتوبر ۱۹۹۳ء)

بھٹو صاحب کے اس عدالتی بیان میں سید محمد سلطان شاہ کی کتاب "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" کے کئی مباحث کی تردید موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کونگو کے ساتویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

جماعت احمدیہ کونگو (کنشاسا) کا ساتواں جلسہ سالانکہ مورخہ ۲۸ر اگست اور ۲۹ر اگست بروز ہفتہ اور اتوار منعقد ہوا۔

مورخہ ۲۸ر اگست بروز ہفتہ ۱۱ بجے صبح جلسہ سالانہ کا افتتاح مکرم مبشر احمد صاحب ظفر، امیر جماعت احمدیہ کونگو (کنشاسا) نے فرمایا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد افتتاحی خطاب میں امیر صاحب نے نظام جماعت پر تقریر فرمائی اور دعا کروائی۔ اس دفعہ پہلی بار لوائے احمدیت اور کونگو کا قومی جھنڈا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لہرایا گیا۔ دوسرے اجلاس میں خاکسار نے جلسہ سالانہ یو۔کے۔ کے تاثرات اور حضور انور ایدہ اللہ کی تقاریر کا خلاصہ پیش کیا اور رات کو سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔

دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور نماز فجر کے بعد درس قرآن اور حدیث ہوا۔

دوران جلسہ جن موضوعات پر تقاریر ہوئیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ تربیت اولاد، ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں، ۳۔ آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ، ۴۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ۵۔ اسلام میں خدا کا تصور۔

اختتامی اجلاس ۱۱ بجے شروع ہوا۔ جلسہ سالانہ کا اختتام ۴ بجے دعا کے ساتھ ہوا جو کہ مکرم امیر صاحب نے کروائی۔

دوسرے دن کی کارروائی ایک بڑے ہال میں ہوئی جو اللہ کے فضل سے حاضری کی وجہ سے کم پڑ گیا۔ اس جلسہ کی کل حاضری ۹۹۷ رہی جن میں غیر از جماعت دوست ۳۸۹ تھے۔

(رپورٹ :مُجیبُ اللہ خالد ۔ کونگو کنشاسا)

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۲

اس کے لئے دعا فرماویں۔ آپ نے فرمایا "میں دعا بھی کرونگا لیکن آپ مولوی صاحب سے اطریفل زمانی بھی لیکر کھائیں" میں نے حضرت مولوی صاحب سے جا کر عرض کیا اور آپ نے مجھے ایک چھٹانک اطریفل زمانی دیا۔ حضور کی دعا اور بتلائی ہوئی دوا سے ایسا صریح فائدہ ہوا کہ پھر مجھے آج تک مرض ڈھلکا یعنی آنکھوں سے پانی جاری ہونا نہیں ہوا۔

ایک چھوٹی سی روایت ہے ایک دفعہ خاکسار حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سرخ رنگ کا چوغہ پہنا ہوا تھا اور آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آخری روایت جو اس وقت میں پڑھ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ:

"غالباً ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر آپ نے اپنی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میری موت اب قریب ہے اور میں جب اپنی جماعت کی حالت کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس ماں کی طرح غم ہوتا ہے جس کا دو تین دن کا بچہ ہے اور وہ مرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مجھے کامل یقین ہے کہ وہ میری جماعت کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ یہ ایک دل کا اطمینان ہے۔

حضور نے فرمایا آج آپ دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انہی دردناک دعاؤں کے طفیل یہ عالمگیر جماعت ضائع نہیں ہوئی۔

حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ

سکنہ بازید چک نزد قادیان ضلع گورداسپور

تعارف:- آپؓ مارچ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں زیارت اور بیعت کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ آپؓ محترم محمد امین صاحب آف دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور (جو ویٹرنری کالج میں پڑھاتے تھے) کے زیر تبلیغ رہے۔ ابتداء میں مخالف تھے لیکن بعد ازاں کتابیں پڑھ کر دل کی حالت بدل گئی اور آخر ایک خواب کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ نومبر ۱۹۰۷ء میں بسلسلہ ملازمت افریقہ تشریف لے گئے۔

ایک دوست محمد امین آپ کو بہت تبلیغ کیا کرتے تھے اور آپ ان کی دلداری کی خاطر ان سے کتابیں لے کر پاس رکھ لیا کرتے تھے۔ انہی دنوں محمد امین صاحب میرے پاس کتاب انجام آتھم لائے۔ میں نے اسکو بھی لے کر حسب معمول دراز میں رکھ دیا۔ ایک دن فرصت کے وقت میں نے دل میں کہا کہ دیکھوں تو یہ ہے کیا... اور اسکا ٹائٹل پیج الٹا اور اس میں مجھے یہ پڑھنے کا موقعہ ملا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے علماء کا نام لکھ کر انہیں چیلنج کیا ہے۔ اس عبارت میں کچھ اس قسم کا زور اور اثر تھا کہ میں نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھا۔ اور مجھ پر رقت بھی اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میں طاری تھی۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد جب محمد امین صاحب میرے پاس آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ یہ پہلی کتاب ہے جسے میں نے مطالعہ کیا ہے۔ برائے مہربانی مجھے پھر کتابیں دیں تا میں انہیں پڑھوں۔

انہی دنوں میں افریقہ میں ملازمت کیلئے ایک جگہ نکلی اور میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ میں بہت قلیل آمدنی رکھتا ہوں اور عیالدار ہوں۔ افریقہ میں پچاس روپیہ کی ایک جگہ نکلی ہے اگر حضور اجازت عنایت فرماویں تو میں چلا جاؤں۔ جواباً حضور نے لکھوایا "استخارہ مسنونہ کریں۔ اگر دل تسلی پکڑے تو چلے جاویں" میں نے استخارہ کیا اور خدا کے فضل سے ایک رؤیا بھی دیکھی اور دل کی تسلی بھی ہو گئی۔ چنانچہ میں افریقہ چلا آیا۔ مگر افسوس کہ حضرت اقدس سے اسوقت ملاقات نہ کر سکا۔

مئی ۱۹۰۸ء میں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر سنی اس وقت مجھ پر بہت رقت طاری تھی اور دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔ بھائی نظام الدین صاحب درزی نے مجھے کہا کہ صبر کرنا چاہئیے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے تو ماں کا دودھ اچھی طرح سے پیا ہوا ہے۔ مگر میری مثال ایسے بچے کی سی ہے جسکی ماں بالکل چھوٹی عمر کی حالت میں فوت ہو جائے اور وہ بلک بلک کر رو رہا ہو۔ اور اس وقت مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کی قدر و قیمت معلوم ہوئی اور وہ پہلا موقعہ تھا کہ میں نے محسوس کیا کہ مجھ سے ایک نہایت ہی عزیز چیز جدا ہو گئی ہے۔ میں اپنے اس صدمہ کی کیفیت کو جب کبھی یاد کرتا ہوں تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔

(رجسٹر روایات نمبر بارہ صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۴ اور ۲۱۷ تا ۲۱۸)

حضور نے فرمایا باوجود اختصار در اختصار کے تقریر کے دوران مجھے بہت اختصار سے کام لینا پڑا ہے۔ اب آخری دعا سے پہلے بعض لوگوں کا اصرار ہے کہ میری وہ نظم ۔

دیار مغرب سے جانے والو دیار مشرق کے باسیوں کو کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

وہ جو نظم ہے وہ ایک دفعہ پھر جانے والوں کو پڑھ کر سنا دی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ان کی یہ تجویز منظور کر لی ہے۔ میں کچھ دیر کرسی پر بیٹھتا ہوں۔ ابھی آپ کے سامنے جو صاحب بھی انہوں نے چنا ہے وہ یہ نظم پڑھ کر سنائیں گے۔ اس کے بعد آپ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر ڈاکٹر سہیل احمد صاحب آف لاہور نے حضور ایدہ اللہ کی یہ نظم خوش الحانی اور پرسوز لہجہ میں پڑھ کر سنائی۔ اس نہایت پرسوز نظم کے دوران حضور ایدہ اللہ اور تمام حاضرین کی آنکھوں سے اشک رواں تھے اور دل سے بے اختیار دعائیں اٹھ رہی تھیں۔

نظم کے اختتام پر حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اختتامی دعا کروائی۔ یوں اس جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

ذُوالنُّورَین

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم فرید احمد نوید صاحب کے قلم سے ماہنامہ "خالد" مارچ ۹۹ء کی زینت ہے۔

حضرت عثمانؓ اپنے دوست ابو بکرؓ سے ملنے اتفاقاً اُن کے گھر کی طرف آنکلے اور بے تکلفانہ ماحول میں گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا تو اچانک موضوع بحث حضرت ابو بکرؓ کا قبولِ اسلام بن گیا۔ حضرت عثمانؓ نے ابھی تک اسلام کے پیغام کو اسلئے اہمیت نہیں دی تھی کہ اسلام کے بارے میں مثبت کلمات کسی نے بھی آپؓ سے بیان نہ کئے تھے اور اس لئے بھی کہ آنحضرت ﷺ کا تعلق بنو ہاشم سے تھا اور حضرت عثمان کا خاندان "بنو امیہ" تھا۔ دونوں خاندانوں میں گہری رقابت تھی اور بنو امیہ کو خطرہ تھا کہ اگر اسلام نے عرب میں نفوذ کر لیا تو بنو ہاشم اپنی ساکھ میں اُن سے آگے بڑھ جائیں گے۔

ابھی حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو بکرؓ باتیں کر ہی رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ بھی وہاں تشریف لے آئے اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا: "اے عثمان! خدا کی جنت کو قبول کرو۔ میں تمہاری اور تمام مخلوق کی ہدایت کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں"۔ یہ سنتے ہی آپؓ نے آگے بڑھ کر قبول اسلام کی سعادت حاصل کر لی۔ آپؓ کی عمر اُس وقت چونتیس برس تھی۔

حضرت عثمانؓ کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور آپؓ کے والد عفان کا شمار قریش کے رؤساء میں ہوتا تھا۔ آپؓ کے قبول اسلام نے اموی خاندان کو لرزا کر رکھ دیا اور آپؓ پر اسلام کو ترک کرنے کیلئے بے انتہاء دباؤ ڈالا گیا اور اذیتیں دی گئیں۔ ایک موقعہ پر آپؓ کے چچا نے آپؓ کو رسیوں سے باندھ کر خوب مارا لیکن آپؓ نے جن راہوں پر قدم رکھا تھا، وفا کے ساتھ اُن پر آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔

آپؓ کا شمار عرب کے دولتمند لوگوں میں ہوتا تھا اور آپؓ اپنی فیاضی کے سبب غنی مشہور تھے۔ جب آپؓ کے خاندان نے آپؓ سے لاتعلقی اختیار کر لی تو آپؓ کی نجابت، صبر اور اعلیٰ نمونہ کو دیکھ کر آنحضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح آپؓ کے ساتھ کر دیا۔ آپؓ پانچ سال تک مکہ میں رہ کر کفار کے ظلم کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے اور آخر آنحضورؐ کی اجازت اور ہدایت پر اپنی اہلیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؓ امت مسلمہ کے پہلے شخص تھے جنہیں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی توفیق عطا ہوئی تھی۔ ...... چند ہی سال گزرے تھے کہ حبشہ میں افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ سُن کر جو مہاجرین کشاں کشاں واپس مکہ آگئے اُن میں حضرت عثمانؓ اور آپکے اہل و عیال بھی شامل تھے۔ لیکن مکہ میں تو ظلم و تعدی کا بازار پہلے سے بھی زیادہ گرم تھا۔ چنانچہ کئی مہاجرین واپس حبشہ چلے گئے البتہ حضرت عثمانؓ نے اللہ تعالیٰ کی مشیت سمجھ کر واپسی کا ارادہ ترک کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد جب مدینہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت شروع ہوئی تو آنحضور ﷺ کی اجازت سے آپؓ مع اہل و عیال مدینہ تشریف لے گئے۔ وہاں اوس بن ثابت نے آپؓ کا استقبال کیا اور آپؓ کو اپنے گھر پر رکھا۔ بعد میں وہی مؤاخات کے نتیجہ میں آپؓ کے بھائی بن گئے۔ مدینہ میں مسلمانوں کو پانی کی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں صرف ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے قابل تھا اور وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جو کنویں کا پانی فروخت کیا کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بیس ہزار درہم کی منہ مانگی قیمت ادا کر کے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

ہجرت کے دوسرے سال حضرت رقیہؓ شدید علیل ہوئیں۔ اسی دوران غزوہ بدر کا موقعہ بھی آگیا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں ہی ٹھہر کر حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کرنے کا ارشاد فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں تم غزوہ میں شرکت کے اجر اور مال غنیمت، دونوں میں شامل ہوگے کیونکہ تمہاری یہ غیر حاضری کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ حکم رسولؐ کی وجہ سے ہے۔ ...... غزوہ بدر کا معرکہ ابھی جاری تھا کہ حضرت رقیہؓ کی وفات ہو گئی۔ آنحضور ﷺ کو واپسی پر جب یہ تکلیف دہ خبر ملی تو آپؐ نے بڑی محبت سے خود اپنے غلام کو حوصلہ دیا اور اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آپؓ کے عقد میں آئیں اور اس لئے آپؓ "ذوالنورین" یعنی دو نوروں والے کہلائے۔

غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں حضرت عثمانؓ شامل ہوتے رہے۔ ۶ ہجری میں جب آنحضور ﷺ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو آپؓ بھی ہمراہ تھے۔ جب کفار نے مسلمانوں کے مکہ میں داخلہ کو طاقت سے روکنے کا ارادہ ظاہر کیا تو حدیبیہ کے مقام پر آنحضور ﷺ نے قیام فرما کر حضرت عثمانؓ کو مسلمانوں کا سفیر بنا کر کفار سے بات چیت کیلئے بھیجا۔ کفار نے سفارتی آداب کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے آپؓ کو مکہ میں ہی روک لیا۔ اسی دوران مسلمانوں میں افواہ پھیل گئی کہ آپؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے اپنے سفیر کی حرمت کے خیال سے مشرکین کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا اور ایک درخت کے نیچے صحابہؓ سے بیعت لی کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آنحضورؐ نے اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر آپؓ کی طرف سے نمائندگی کی۔ مشرکین کو اس بیعت کے بارہ میں علم ہوا تو انہوں نے سفارتی طریق پر صلح کر لی۔ یہ صلح تاریخ میں "صلح حدیبیہ" کے نام سے معروف ہے اور قرآن کریم نے اسے "فتح" قرار دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے آخری ایام میں جن چھ صحابہؓ کے نام پیش کر کے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ ان میں سے جسے چاہو خلیفہ منتخب کر لینا، اُن میں حضرت عثمانؓ کا نام بھی شامل تھا۔ ۴ محرم ۲۴ھ کو حضرت عثمانؓ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے تیسرے خلیفہ منتخب ہو گئے۔ اسلامی افواج کی فتوحات کا سلسلہ آپؓ کے دور میں بھی جاری رہا۔ طرابلس، الجزائر، مراکش اور قبرص وغیرہ آپؓ کے دور میں فتح ہوئے۔ ایسے میں کئی ایسی اقوام نے بھی اسلام قبول کر لیا جو مسلمانوں کی دنیاوی ترقیات اور مال و دولت سے حصہ پانے کی متمنی تھیں۔ انہی قوموں نے چند سال بعد نظام کے خلاف بغاوت پیدا کر دی اور یہودیوں، مجوسیوں اور عیسائیوں کی سازشیں اس کے سوا تھیں۔ حضرت عثمانؓ اپنی فطری نرمی کی وجہ سے ان سازشوں کو کچلنے کے روادار نہ تھے۔ ان سازشوں کی تفصیل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تفصیل سے اپنی کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" میں بیان فرماتے ہوئے ثابت فرمایا ہے کہ مفسدین مسلمان نہیں تھے اور انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا آلہ کار بنایا ہوا تھا۔

دراصل ان سازشوں کا مرکز مصر تھا اور ایک یہودی نو مسلم عبداللہ بن سبا اس تحریک کو اندر ہی اندر ہوا دے رہا تھا۔ وہ یمن کا رہنے والا ایک بدباطن انسان تھا اور نیکی کے پردہ میں بدی کی تحریک کرتا تھا اس لئے کئی سنجیدہ لوگ اُس کے دھوکہ میں آگئے۔ اُس نے تمام بلاد اسلامیہ کا دورہ اس غرض سے کیا کہ ہر جگہ کے حالات سے واقفیت پیدا کر کے سزا یافتہ اور ناخوش لوگوں سے رابطہ کرے۔ وہ مدینہ، مکہ، بصرہ، کوفہ اور شام سے ہوتا ہوا مصر پہنچا اور یہاں اپنا مرکز قائم کیا۔ بصرہ اور کوفہ میں اس کے منتخب لوگ اُس کا کام آگے بڑھا رہے تھے۔ مدینہ میں اُس کو دو اشخاص میسر آگئے۔ ایک محمد بن ابو بکرؓ جو حضرت ابو بکرؓ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ دوسرا محمد بن ابی حذیفہ جو ایک یتیم تھا اور جسے حضرت عثمانؓ نے ہی پالا تھا۔

جلد ہی کوفہ کے والی سعید بن العاص کے خلاف علی الاعلان بغاوت کا اظہار ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ کے حکم سے باغیوں کو شام بھجوا دیا گیا تاکہ حضرت امیر معاویہؓ اُن لوگوں کی تربیت کر سکیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی سی کوشش کر دیکھنے کے بعد اپنی فراست سے پہچان لیا کہ یہ باغی اگرچہ مسلمانوں کے بھیس میں ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے انہیں شام سے نکال دیا اور سعید بن العاص کو بھی اس کی اطلاع کر دی۔

اس عرصہ میں سازشی گروہ کی اندرونی کارستانیاں جاری رہیں۔ عبداللہ بن سبا نے اپنے کارندوں کو جو احکام دیئے تھے وہ یہ بھی تھے کہ پہلے شریعت کے امور لوگوں کے سامنے پیش کرو اور پھر اُنہیں امراء کے خلاف بھڑکاؤ۔ اُس نے یہ خطرناک تدبیر بھی کی کہ مختلف جگہوں پر آباد مسلمانوں کو دوسرے علاقوں میں مقرر کئے جانے والے حاکموں کے خلاف خطوط کے ذریعہ بھڑکایا۔ جب یہ خطوط حضرت عثمانؓ کے علم میں لائے گئے تو آپؓ نے مسلمانوں کے مشورہ سے اپنے نمائندوں کو بصرہ، کوفہ، شام اور مصر کی طرف تحقیق کیلئے بھجوایا۔ ہر جگہ سے یہی پیغام آیا کہ مکمل امن ہے۔ تاہم حضرت عثمانؓ نے اطمینان کی خاطر تمام علاقوں کے والیوں کو اپنے پاس بلایا اور خطوط میں لگائے جانے والے الزامات اُن کے سامنے پیش کئے۔ سب نے بتایا کہ یہ ایک سازش ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

والی شام حضرت امیر معاویہؓ نے مدینہ سے روانہ ہونے سے پہلے حضرت عثمانؓ سے خصوصی ملاقات کی اور آپؓ کو شام کی طرف چلے جانے کا مشورہ دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں رسول کریم ﷺ کی ہمسائیگی کو کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ تب حضرت معاویہؓ نے مشورہ دیا کہ شامی فوج کا ایک دستہ آپؓ کی حفاظت کیلئے مدینہ بھجوا دیا جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ نہ میں عثمانؓ کی جان کی حفاظت کیلئے اس قدر بوجھ بیت المال پر ڈال سکتا ہوں اور نہ یہ پسند کرتا ہوں کہ مدینہ کے لوگوں کو فوج رکھ کر تنگی میں ڈالوں۔ پھر معاویہؓ نے عرض کیا کہ صحابہؓ کی موجودگی میں لوگوں کو جرأت ہے کہ اگر عثمانؓ نہ رہے تو ان میں سے کسی کو کھڑا کر دیں گے اسلئے ان کو مختلف ملکوں میں پھیلا دیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو رسول کریم ﷺ نے جمع کیا ہے میں اُن لوگوں کو کیسے پراگندہ کر دوں!۔ اس پر معاویہؓ رو پڑے اور عرض کی کہ اگر کوئی تجویز بھی منظور نہیں تو اتنا اعلان کر دیجئے کہ اگر میری جان کو کوئی نقصان پہنچے تو معاویہ کو میرے قصاص کا حق ہوگا، شاید وہ لوگ اسی خوف سے باز رہیں۔ آپؓ نے جواب دیا کہ معاویہ! جو ہونا ہے، ہو کر رہے گا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ چونکہ آپکی طبیعت میں سختی ہے، ایسا نہ ہو کہ آپ لوگوں پر سختی کریں۔ اس پر معاویہؓ روتے ہوئے اٹھے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ باہر نکل کر معاویہؓ نے صحابہؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی تلقین کی اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں کی ہمت حضرت عثمانؓ کی نرمی دیکھ کر بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ آپؓ کی خلافت کے بارھویں سال وہ سازش کی منصوبہ بندی کر کے حج کے بہانہ سے بصرہ، کوفہ اور مصر سے قافلوں کی صورت میں نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ عبداللہ بن سبا خود بھی اُن مفسدین میں شامل تھا۔ والیٔ مصر

عبداللہ بن ابی سرح نے اس سازش کی اطلاع پہلے ہی مدینہ بھجوادی تھی۔ چنانچہ جب یہ قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ میں صحابہؓ نے اپنے مختصر سے لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ شہر سے باہر سازشیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا جبکہ دوسرا حضرت عثمانؓ کی حفاظت کیلئے مدینہ میں ٹھہر گیا۔ اگرچہ مفسد تعداد میں دو تین ہزار تھے لیکن انہیں مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور انہوں نے اپنے بعض مطالبات پیش کئے اور دھوکہ دیتے ہوئے بظاہر واپس روانہ ہوگئے۔ لیکن اپنے منصوبہ کے مطابق چند ہی روز بعد پوری طاقت سے مدینہ پر اچانک حملہ آور ہوئے اور مسجد اور شہر کے ناکوں پر قبضہ کر کے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ مدینہ کے مسلمان اس اچانک حملہ پر اپنا دفاع بھی نہ کرسکے۔ جب بعض لوگوں نے مفسدوں کو سمجھانے کی کوشش کی تو جواب میں اُنہیں سخت نتائج کی دھمکیاں دے کر خاموش رہنے کا کہا گیا۔

اگرچہ بظاہر مدینہ پر باغیوں نے قبضہ کر کے خلافت کو موقوف کردیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ باقاعدہ نماز پڑھانے کیلئے مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ آپؓ نے خطبہ جمعہ میں مفسدوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اے دشمنانِ اسلام! خدا تعالیٰ کا خوف کرو، تمام اہل مدینہ اس بات کو جانتے ہیں کہ تم لوگوں پر رسول کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ ......"۔ جب محمد بن مسلمہؓ انصاری نے کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ کی تصدیق کی تو مفسدوں نے سوچا کہ ہماری جماعت کو اگر معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے ہماری نسبت خاص طور پر پیشگوئی فرمائی تھی تو عوام شاید ہمارا ساتھ چھوڑ دیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ کو جبراً بٹھادیا گیا۔ حضرت زیدؓ بن ثابت تصدیق کیلئے کھڑے ہوئے تو اُن کو بھی بٹھادیا گیا۔ پھر ایک مفسد نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے وہ عصا، جو آنحضور ﷺ اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زیر استعمال رہا تھا، چھین کر توڑدیا۔ پھر مسجد نبویؐ پر کنکروں کی بارش کردی تاکہ مسلمانوں کا اجتماع منتشر ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ پر اتنے کنکر برسائے گئے کہ آپؓ بیہوش ہو کر منبر پر سے گر گئے اور چند آدمی آپؓ کو اٹھا کر گھر لائے۔

مفسد بیس روز تک زبانی کوشش کرتے رہے کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں لیکن آپؓ نے فرمایا کہ جو خلعت مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے، مَیں اُسے اتار نہیں سکتا اور نہ امت محمدیہؐ کو بے پناہ چھوڑ سکتا ہوں ...... آج یہ لوگ فساد کرتے ہیں اور میری زندگی سے بیزار ہیں مگر جب مَیں نہ رہوں گا تو خواہش کریں گے کہ کاش عثمان کی عمر کا ایک ایک دن ایک ایک سال سے بدل جاتا ...... کیونکہ میرے بعد سخت خونریزی ہوگی......۔

بیس روز کے بعد مفسدوں نے حضرت عثمانؓ کا گھر سے نکلنا بند کردیا اور کھانے پینے کی چیزوں کا اندر جانا بھی روک دیا۔ تاہم حضرت عثمانؓ کے حکم نے مسلمانوں کو مفسدین کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے روک رکھا تھا تاکہ مسلمانوں کا خون نہ بہے۔ تاہم آپؓ نے مختلف والیان کو خطوط کے ذریعہ ان حالات کی اطلاع دی اور مکہ آنے والے حاجیوں کے نام اپنے خط میں مدینہ کے مسلمانوں کی مدد کرنے کی تحریک فرمائی۔ حجاج کرام کو ان حالات کی اطلاع سے سخت افسوس ہوا اور انہوں نے حج کے بعد مدینہ جاکر سازشیوں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا۔ مفسدوں کے جاسوس جب یہ خبر اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو مفسدوں نے اپنی کارروائی تیز کردی اور بزور حضرت عثمانؓ کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن مٹھی بھر صحابہؓ نے سخت لڑائی کے بعد یہ کوشش ناکام بنادی۔ حضرت عثمانؓ کو اس لڑائی کا علم ہوا تو اگرچہ آپؓ نے مسلمانوں کو لڑائی کرنے سے منع فرمایا لیکن صحابہؓ نے ایسے حالات میں حضرت عثمانؓ کو اکیلا چھوڑ دینا ایمانداری اور اطاعت کے حکم کے متضاد خیال کیا اور اپنے گھروں کو لوٹنے سے انکار کردیا۔

آخر حضرت عثمانؓ ڈھال ہاتھ میں پکڑے باہر تشریف لائے اور صحابہؓ کو اپنے ہمراہ اپنے مکان کے اندر لے گئے اور دروازے بند کر کے نصیحت فرمائی کہ "یہ دنیا فانی ہے اور آخرت اصل چیز ہے۔ خدا تعالیٰ کی ملاقات کو یاد رکھو اور جماعت کو پراگندہ نہ ہونے دو...... خدا تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو"۔ پھر آپؓ نے دیگر صحابہؓ کو بھی بلوایا خصوصاً حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو۔ آپؓ نے فرمایا کہ اہل مدینہ! مَیں تم کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد تمہارے لئے خلافت کا کوئی بہتر انتظام فرمادے۔ آپؓ نے صحابہؓ اور دیگر اہلِ مدینہ کو قسم دی کہ وہ آپؓ کی حفاظت کر کے اپنی جانوں کو خطرہ میں نہ ڈالیں اور اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔

جب لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آنا شروع ہوئے تو باغیوں کی گھبراہٹ بڑھ گئی اور انہوں نے یہ سُن کر کہ بصرہ سے مسلمانوں کی مدد کیلئے آنے والا لشکر ضرار کے مقام پر پہنچ چکا ہے، فیصلہ کیا کہ اپنا مدعا جلد پورا کیا جائے۔ چونکہ خلافت کے عاشقوں نے باوجود حضرت عثمانؓ کے کہنے کے آپؓ کی حفاظت سے دستبردار ہونے سے انکار کردیا تھا لیکن اپنی تعداد کی قلت کی وجہ سے وہ گھر کے اندر رہ کر اپنا فرض سرانجام دے رہے تھے اسلئے باغیوں کیلئے گھر کے دروازہ تک پہنچنا مشکل نہ رہا تھا چنانچہ انہوں نے دروازہ کے سامنے لکڑیوں کے انبار جمع کر کے آگ لگادی تاکہ دروازہ جل جائے اور اندر جانے کا راستہ بن جائے۔ لیکن جانثارانِ خلافت نے اس وار کو بھی اپنے سینوں پر روکا اور دشمن پوری کوشش کے باوجود گھر میں داخل ہونے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر بعض مفسد ایک ہمسایہ گھر سے دیوار پھاند کر حضرت عثمانؓ کے کمرہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ جب سے محاصرہ ہوا تھا تب سے آپؓ کا یہی شغل تھا کہ نماز پڑھتے رہتے یا قرآن کریم کی تلاوت میں وقت گزارتے۔ آپؓ اُس وقت بھی قرآن کریم پڑھ رہے تھے جب مفسد گھر میں داخل ہوئے۔ ایک رات پہلے ہی آپؓ کو رؤیا میں رسول کریم ﷺ نظر آئے تھے اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ عثمان! آج شام کو روزہ ہمارے ساتھ کھولنا۔ اس رؤیا سے آپؓ کو یقین ہو گیا تھا کہ آج مَیں شہید ہو جاؤں گا۔ پس آپؓ نے اپنی ذمہ داری کا خیال کر کے دو آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ خزانہ کے دروازہ پر پہرہ دیں تاکہ کوئی خزانہ لوٹنے کی کوشش نہ کرے۔

جب مفسد کمرہ میں داخل ہوئے تو اُن میں محمد بن ابی بکر بھی تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑلی اور زور سے جھٹکا دیا۔ آپؓ نے اُس سے فرمایا کہ میرے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ اس وقت ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ اس پر وہ شرمندہ ہو کر واپس لوٹ گیا لیکن دوسرے لوگ وہیں موجود رہے۔ اُن میں سے ایک بدبخت نے آگے بڑھ کر لوہے کی ایک سلاخ آپؓ کے سر پر ماری اور آپؓ کے سامنے رکھے ہوئے قرآن کو لات مار کر پھینک دیا۔ آپؓ کے سر سے جاری خون کے قطرے قرآن کریم کی جس آیت پر گرے وہ تھی: فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰه وَهُوَا السَّمِيْعُ العَلِيْم ۔ پس اللہ تجھے اُن سے (نمٹنے کے لئے) کافی ہوگا۔ اور وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

پھر سودان نامی نے ایک بدبخت مفسد نے آپؓ پر تلوار سے وار کیا جو آپؓ نے اپنے ہاتھ سے روکا تو آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ آپؓ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن کریم لکھا تھا۔ اسی اثناء میں آپؓ کی اہلیہ حضرت نائلہ بھی وہاں آگئیں اور سودان اور حضرت عثمانؓ کے درمیان آکر کھڑی ہوئیں تو سودان نے پھر وار کیا جس سے حضرت نائلہ کی انگلیاں کٹ کر دُور جاگریں۔ پھر اُس مفسد نے ایک اَور وار کر کے حضرت عثمانؓ کو شدید زخمی کردیا۔ آپؓ بیہوش ہوگئے اور شدت درد سے تڑپنے لگے۔ اُس بدبخت نے آپؓ کا گلا گھونٹنا شروع کیا اور اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک آپؓ کی روح عالم بالا کو پرواز نہیں کر گئی۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون. جونہی حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر دوسرے اسلامی علاقوں میں پہنچی تو خلافت سے محبت رکھنے والے جانثار تڑپ اٹھے۔ خصوصاً شام کے گورنر امیر معاویہؓ کے جذبات نے غلط رنگ اختیار کرلیا اور شام کی سڑکوں پر بپھرے ہوئے جلوس انتقام کا نعرہ لگانے لگے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے مال و دولت کے ذریعے غزوات کے دوران بڑی بڑی خدمات کی توفیق پائی۔ خلیفہ بننے کے بعد مسجد نبوی کی توسیع اور پختہ عمارت کی تعمیر، قرآن کریم کو ایک صحیفے کی شکل دینا اور تمام علاقوں میں پھیلانا، فوجی خدمات و فتوحات بے شمار ہیں۔

......❁......❁......❁......

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴رمارچ ۹۹ء میں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کی وفات کی خبر کے ساتھ آپکے مختصر حالات درج ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں حضرت مولوی عطا محمد صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ بی۔اے کر کے سرکاری ملازمت میں آئے اور ۱۹۴۴ء میں اپنی زندگی وقف کردی۔ مختصر دینی تعلیم کے بعد ۴۵ء میں نائیجیریا بطور مبلغ بھجوائے گئے۔ وہاں آپ امیر و مشنری انچارج اور رئیس المربیان کے طور پر خدمت بجالائے اور ۶۴ء میں ربوہ تشریف لانے کے بعد وکیل التصنیف اور وکیل التعلیم کے عہدوں پر فائز رہے۔ قائمقام وکیل اعلیٰ اور وکیل التبشیر بھی رہے۔ ۷۷ء میں سیرالیون کے امیر و مشنری انچارج مقرر ہوئے اور ۷۹ء میں واپس آئے۔ ۸۸ء میں روزنامہ "الفضل" ربوہ کے مدیر مقرر ہوئے اور سوا نو سال تک یہ خدمت بجالائے۔ آپ نے نائیجیریا میں بھی اخبار ہفت روزہ "ٹروتھ" جاری کیا اور اس کے ایڈیٹر رہے۔ پاکستان میں رسالہ "سن رائز" کے بھی ایڈیٹر رہے۔ جب ادارہ "تحریک جدید" نے ماہنامہ "تحریک جدید" جاری کیا تو اُس کی ادارت کے بھی فرائض لمبا عرصہ آپ نے سرانجام دیئے۔

آپ اوائل عمر سے ہی شعر کہتے تھے۔ آپ کا پہلا مجموعہ کلام "اشارے" قادیان سے شائع ہوا۔ بعد ازاں انگریزی میں بھی شعر کہے اور دونوں زبانوں میں کئی مجموعے شائع ہوئے۔ آپکی تصانیف کی تعداد چالیس سے متجاوز ہے۔ آپ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود اور احادیث کے تراجم بھی کئے۔

آپ مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں بطور قائد کئی سال تک خدمت بجالاتے رہے، اسکے علاوہ لمبا عرصہ مجلس افتاء، مجلس کارپرداز اور الفضل بورڈ کے رکن بھی رہے۔ ۹۴ء میں ایک ماہ کیلئے اسیر راہ مولا رہے۔ آپ پر ساٹھ کے قریب مقدمات قائم کئے گئے۔ ۱۹رمارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعہ دوپہر کو وفات پائی۔ آپکی اہلیہ پہلے وفات پاچکی تھیں۔ چار بیٹے اور ایک بیٹی پسماندگان میں چھوڑے۔ ایک بیٹے مکرم اظہر اقبال سیفی صاحب نصرت جہاں سکیم کے تحت یوگنڈا میں خدمات بجالاتے رہے ہیں۔

......❁......❁......❁......

محترم چودھری محمد افضل خان صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۵رمارچ ۹۹ء میں محترم چودھری محمد افضل خان صاحب ابن حضرت چودھری جہان خان صاحبؓ کا ذکر خیر مکرم ملک سلطان احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آپ لمبا عرصہ مانگٹ اونچا جماعت کے صدر رہے اور پھر ضلع حافظ آباد کے امیر مقرر ہوئے۔ آپ دوسروں کیلئے خود نمونہ بنتے اور پھر پیار کے ساتھ کمزور احباب کو نصیحت کرتے۔ پہلے مہمانوں کی خدمت اور جماعتی کاموں کیلئے ایک ٹانگہ گھوڑا رکھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے گاڑیاں بھی دیں۔ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ جماعتی کام پہلے اور ذاتی بعد میں۔ باوجود انپڑھ ہونے کے اخلاص اور اطاعت کی سچی روح کے ساتھ جماعتی امور سرانجام دیتے تھے۔ ۷۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جب قافلہ تیار ہو کر بسوں میں سوار ہونے لگا تو بسوں کے مالکان نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ اُنکو بسوں کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس پر چودھری صاحب نے صرف دو گھنٹے میں متبادل انتظام کرلیا۔

......❁......❁......❁......

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

05/11/99 - 11/11/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 5th November 1999
26 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Workshop No.8 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 351 Rec: 03.12.97 (R)
02.10	Tabarukat: by Ch. M. Zafrullah Khan Sb From Jalsa Salana 1968
03.05	Urdu Class: Lesson No.78 (R) Rec: 09.07.95
04.05	Learning Arabic: Lesson No. 19 (R)
04.23	Our Magazine: Review of Religions
04.50	Homeopathy Class: Lesson No.80 (R) Rec: 02.05.95 (R)
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Workshop No.8 (R)
07.05	Quiz: 'History Of Ahmadiyyat No: 12 (R)
07.45	Siraiky Programme: Friday Sermon Rec: 21.08.98
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.351 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.78 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Hadith, Nazm
11.25	Bengali Service: A speech on the Significance of Khilafat Day
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon
14.00	Documentary: Travel to Sakardo
14.15	Mulaqat with Urdu Speaking Friends Rec: 29.10.99
15.20	Friday Sermon: (R)
16.20	Children's Corner: Class No.7 Part 1 Presentation of MTA Canada
16.55	German Service: Quran and Bible
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: Lesson No.79 Rec: 04.07.95
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.353 Rec: 09.12.97
20.40	Belgian Programme: Children's Class No.6 Presentation of MTA Belgian
21.10	Medical Matters: The US Health Service Host: Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib
21.45	Friday Sermon: (R)
22.55	Mulaqat with Urdu Speaking Friends Rec: 29.10.99

Saturday 6th November 1999
27 Rajab 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Class No.7, Part 1 (R) Presentation of MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.353 (R) Rec: 09.12.97
02.16	Weekly Preview
02.25	Friday Sermon: (R) By Hadhrat Khalifatul Masih IV
03.35	Urdu Class: Session No.79 (R)
04.35	Computer For Everyone: Part 22
05.10	Mulaqat: With Huzoor and Urdu speakers Rec: 29.10.99
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.00	Children's Corner: No.7, Part 1 (R) Presentation of MTA Canada
07.30	MTA Mauritus: Various Items
08.15	Medical Matters: The US Health Service Host: Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.359 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.79 (R)
11.00	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News, Preview
12.45	Learning Danish: Lesson No. 4
13.15	Computer For Everyone: Part 22 (R)
14.00	Bengali Service: The proposed blasphemy laws, more,.....
15.00	Children's Class: With Huzoor
16.05	Quiz: Khutbat-e-Imam From the 8th and 15th May 1998
16.40	Hakayat-e-Sherien: Story No.3
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Preview, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No,80 Rec:15.07.95
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.354 Rec: 10.12.97
20.50	Al Tafseer ul Kabir: No.62 Hosted by Munir Adilbi Sahib
21.20	Children's Class: With Huzoor
22.40	Q/A Session with Huzoor and Khuddam Rec: 30.10.99 (R)

Sunday 6th November 1999
28 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News, Weekly Preview
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.354 (R)
02.00	Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
02.25	Canadian Horizons: Children's Class No.22
03.25	Urdu Class: Lesson No.80 (R)
04.55	Children's Class: With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News, Preview
07.15	Quiz: Khutbat-e-Imam
07.35	Q/A Session with Huzoor and Khuddam (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.354 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.80 (R)
10.55	Indonesian Service: Surah Al Fatiha,.....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 146
13.10	Friday Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
14.10	Bengali Service: A sitting with Muallemeen.
15.10	Weekly Preview
15.20	Mulaqat with Huzoor and Nasrat/Lajna Rec: 31.10.99
16.25	Children's Corner: Lesson No.36 Final Part
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, Preview
18.30	Urdu Class: Session No.81
20.30	Liqa Ma'al Arab(New): Rec:04.11.97
21.30	Interview: of Mujeeb ur Rehamn Sahib Host: Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib
21.20	Dars ul Qur'an: No.10 Rec: 13.02.95
23.55	Mulaqat With Huzoor and Lajna/ Nasrat

Monday 8th November 1999
1 Sha'ban 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: No.36, Final Part (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab (R)
02.05	Interview
03.00	Urdu Class: Session No.81 (R)
04.20	Learning Chinese: Lesson No. 146 (R)
04.55	English Mulaqat: with Huzoor and guests
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: No.36, Final Part (R)
07.05	Dars ul Quran: No. 10, Rec: 13.02.95 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.81 (R)
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.41
13.05	MTA Sports: Kabadi Rabwah vs Haderabad
13.40	Short Documentary: ' Vadia Kaghan'
14.00	Bengali Service: 'Meir'raj & Israa, more..'
15.00	Homeopathic Class: Lesson No.81 (R) Rec: 02.05.95
16.05	Children's Class: With Huzoor Class No. 37, Part 1 Rec: 02.09.95
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.82 Rec: 21.07.95
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.355 Rec: 11.12.97
20.50	Turkish Programme:
21.30	Islamic Teachings
22.30	Homeopathic Class: Lesson No.81 (R) Rec: 08.05.95
22.33	Learning Norwegian: Class No.41 (R)

Tuesday 9th November 1999
2 Sha'ban 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Class No. 37 Part 1(R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.355 (R)
02.15	MTA Sports: Kabadi Vs Hyderabad (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No.82 (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.41 (R)
04.55	Homeopathic Class: Lesson No.81(R)
06.05	Tilawat, News
06.30	Children's Corner:Class No.37 Part 1 (R)
07.05	Pushto Programme: Friday Sermon
08.05	Islamic Teachings: 'Islami Usul ki Philosophy' (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 355 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.82 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.26
13.00	Q/A With Bengali Friends: Rec: 02.11.99
13.55	Bengali Service
15.00	Tarjumatul Quran Class: with Huzoor Lesson No.45 / Rec: 22.03.95
16.00	Children's Corner: Workshop No.9
16.40	Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No.83 Rec: 22.07.95
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.356 Rec:16.12.97
20.55	Documentary: Qadian Darul Aman – Pt 1
21.30	Hamari Kaenat: Base Stations on the moon and other planets
21.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 45 (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.26
23.20	Interview: Production Of MTA Lahore

Wednesday 10th November 1999
3 Sha'ban 1420

00.05	Tilawat, News
00.41	Children's Corner: : Waqfeen e Nau,Pt1(R)
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.356(R)
02.00	Q/A Session With Bengali Friends (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No.83 (R)
03.55	Learning Swedish: Lesson No.26 (R)
04.15	Interview
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.45 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Workshop No.9 (R)
07.10	Swahili Programme: Muzakra Part 3
08.10	Hamari Kaenat: Stations on the moon (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No 356 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No. 83 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No.12
12.55	Mulaqat: With Huzoor and guests Rec: 03.011.99
14.00	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 12.03.99
15.05	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.46 Rec: 23.03.95
16.10	Children's Corner: Guldasta
17.00	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class: Lesson No.86 Rec: 11.08.95
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.357 Rec: 17.12.97
20.35	Documentary: Production of MTA Canada
21.00	MTA Lifestlye: Al Maidah
21.20	Duree Sameen: Programme No.5
22.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.46 (R)
23.00	Learning Spanish: Lesson No.12 (R)
23.20	Sajray Phull

Thursday 11th October 1999
4 Sha'ban 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35	Children's Corner: Guldasta (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.357 (R)
02.15	Mulaqqat: With Huzoor (R)
03.15	Urdu Class: Lesson No.86 (R)
04.10	Learning Spanish: Lesson No.12 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.46 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Guldasta (R)
07.10	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 01.01.99
08.15	Duree Sameen: Prog No.5 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 357 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.86R)
11.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.20
13.00	Tabarukaat:by Ch. M. Z. Khan Sb Speech from Jalsa Salana 1955
13.50	Bengali Service: Q/A with Huzoor, Part 1 Rec: 01.06.97
15.00	Homeopathy Class: Lesson No.82 Rec: 09.05.95

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 — Friday, November 5, 1999 — Issue No. 45

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے

سالانہ اجتماع ۱۹۹۹ء کا کامیاب انعقاد

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع ۱۷۔۱۸۔۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء کو اسلام آباد میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

امسال حاضری گزشتہ سال کی نسبت نمایاں طور پر زیادہ رہی۔ گزشتہ سال کُل حاضری ۶۰۷ تھی جبکہ امسال ۹۶۴/افراد شامل ہوئے۔ بہت سے ایسے انصار جو پہلے کسی اجتماع میں تشریف نہیں لائے تھے، اِس بار شریک ہوئے۔

دوران سال حضور ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں مجلس انصاراللہ کے زیر انتظام نئے احمدیوں کے لئے مختلف مقامات پر تربیتی پروگرام منعقد ہوئے۔ اجتماع کے پہلے روز کا پروگرام بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ بار بے کیو اور ڈنر کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں نئے احمدیوں نے سوالات کئے۔ مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن، مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب سیکرٹری تبلیغ یوکے اور مکرم ہادی علی چودھری صاحب نے سوالات کے جواب دیئے۔ اس پروگرام میں اکیاون نئے احمدی شامل ہوئے۔

۱۸ر ستمبر بروز ہفتہ صبح نو بجے مکرم و محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اور بعد ازاں تلاوت و نظم کے ساتھ اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے احباب کو خوش آمدید کہا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں انصار کو وقت کی پابندی، عہد کو نبھانے اور اپنے خاندان کی تربیت کی طرف توجہ دینے کی تاکید کی اور اجتماعی دعا کروائی۔

امسال تلاوت قرآن کریم، نظم، تقاریر اور پیغام رسانی کے مقابلے بڑے دلچسپ رہے۔ قرآن کریم کے پہلے دور کوع کے لفظی ترجمہ کا امتحان بھی لیا گیا اور زعماء میں تعلیمی سلیبس کی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ ورزشی مقابلہ جات میں دوڑیں، والی بال، رسہ کشی، کلائی پکڑنا، کرکٹ بال پھینکنا اور میوزیکل چیئرز شامل تھیں۔

اجتماع میں تبلیغی سیمینار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ گزشتہ سال پانچ تبلیغی موضوعات پر مختلف گروپوں نے بحث کی تھی۔ امسال ریجنل ناظمین نے سالانہ تبلیغی رپورٹ اور آئندہ سال کا لائحہ عمل پیش کیا۔ نیز بعض نو احمدیوں نے اپنے قبولِ احمدیت سے پہلے اور بعد کے حالات بیان کئے۔

اجتماع کے دوران مختلف علماء و بزرگان سلسلہ نے بھی انصار سے خطاب کیا۔ مکرم نصیر احمد قمر صاحب مدیر الفضل انٹرنیشنل و ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن نے اپنی تقریر میں سورہ جمعہ کے حوالہ سے یوم الجمعہ کے مضمون کو واضح کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور نماز اور ذکر الٰہی کے مضمون کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب نے "برکات خلافت اور خلفاءِ احمدیت کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے سولہ سال کی عمر میں بیعت کرنے کے بعد سے اپنی ذات میں جو برکاتِ خلافت مشاہدہ کیں اُنہیں مؤثر طور پر بیان کیا اور یہ کہ جماعت پر آنے والے ابتلاء خلافت کی برکت سے جماعت کی ترقی کا موجب بن گئے۔

اتوار کو ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے مختلف مقابلہ جات میں دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ پھر صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے انصار سے خطاب کرتے ہوئے تربیت اولاد کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کمپیوٹر کے فوائد اور نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے بچوں کی مصروفیات پر نظر رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اسی طرح مغربی تہذیب کی اچھی باتیں مثلاً سچ بولنا اور ہر بات کی وجہ جاننا وغیرہ اپنانے کے لئے کہا۔

امسال کارگزاری کی بنیاد پر مقابلہ بین المجالس میں حلقہ مسجد اول رہا۔ ہنسلو دوم اور ٹوٹنگ تیسرے نمبر پر آیا۔ علم انعامی کا حقدار لندن قرار پایا۔ مکرم چودھری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے مکرم رفیق احمد جاوید صاحب زعیم اعلیٰ لندن ریجن کو علم انعامی عطا کیا۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس ۱۹ر ستمبر بروز اتوار شام چار بجے مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد عہد دہرایا گیا اور نظم کے بعد مختلف مقابلہ جات میں اوّل آنے والوں کو مکرم چودھری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور صدر انصاراللہ پاکستان نے انعامات دیئے اور بعد ازاں انصار سے مختصر خطاب کیا۔

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کی روشنی میں بتایا کہ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت وغیرہ امور ہیں۔ آپ نے خصوصیت سے دینی علوم کی واقفیت کے پہلو کو تفصیل سے بیان کیا اور صحبت صالحین کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم رفیق حیات صاحب نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب یو۔کے نے اختتامی خطاب میں انصار کو اجتماع کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور صدر مجلس کی کوششوں کو سراہا۔ آپ نے معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم چودھری حمیداللہ صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

مسجد بیت الفتوح (مورڈن، سرے) کے

سنگ بنیاد کی پرمسرت و مبارک تقریب

۱۹ر اکتوبر کا دن جماعت احمدیہ برطانیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے۔ آج سے ۷۵ سال قبل ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لندن تشریف لا کر اپنے دست مبارک سے انگلستان میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد "مسجد فضل" کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور آج ۱۹۹۹ء میں ۱۹ر اکتوبر کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ برطانیہ کی دوسری باقاعدہ مسجد **"مسجد بیت الفتوح"** کا سنگ بنیاد رکھا۔

مورڈن (سرے) کے علاقہ میں تعمیر ہونے والی یہ مسجد انشاء اللہ تعالیٰ یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہوگی۔ اگرچہ مسجد فضل لندن کی تعمیر کے بعد برطانیہ بھر میں کئی ایک مشن ہاؤسز اور مراکز قائم ہوئے لیکن باقاعدہ مسجد کی تعمیر ممکن نہیں ہو سکی تھی اور جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک مرکزی جامع مسجد کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۱۹۹۵ء میں احباب جماعت کو ایک ایسی مسجد کی ضرورت و اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پانچ ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں برکت دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مورڈن (سرے) میں ایک موزوں جگہ اس غرض سے خریدی گئی۔ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے بالآخر مقامی کونسل کی طرف سے اس جگہ مسجد کی تعمیر کی باقاعدہ اجازت ملنے پر وقار عمل کے ذریعہ کام کا آغاز ہوا۔ ۵ء۱۹ ایکڑ کے رقبہ پر مشتمل یہ جگہ ۲۵ء۲ ملین پاؤنڈ میں خریدی گئی۔ اس میں اَسّی ہزار مربع فٹ جگہ پہلے سے تعمیر شدہ تھی۔ یہ ایک دودھ فیکٹری تھی جس میں ہر طرف مختلف قسم کی پائپوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ وقار عمل کے ذریعہ اس کی صفائی کا انتظام کیا گیا جس سے جماعت کو کم از کم پانچ لاکھ پاؤنڈز کی بچت ہوئی۔ پہلے مرحلہ پر مختلف دفاتر کی تعمیر کا کام ہوا۔

اب دوسرے مرحلہ پر مسجد کا کام شروع کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ۱۹ر اکتوبر بروز منگل قبل از دوپہر ایک سادہ اور پُر وقار تقریب میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفکر قادیان سے لائی گئی ایک اینٹ پُرسوز دعاؤں کے ساتھ اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھی۔ امید ہے کہ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر اس میں ۲۹۰۰ افراد نماز ادا کر سکیں گے۔ ضرورت پڑنے پر اس سے ملحقہ ہالز میں بھی نماز ادا کی جاسکے گی اور یوں مجموعی طور پر اس جگہ پانچ ہزار نمازیوں کے لئے گنجائش ہوگی۔

اس موقعہ پر منعقدہ تقریب میں برطانیہ بھر کی جماعتوں سے نمائندگان مدعو تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تشریف آوری اور کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم بلال ایٹکنسن صاحب نے پڑھا۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے ان احباب و خواتین کے اسماء پڑھ کر سنائے جنہیں حضور ایدہ اللہ کے بعد بنیاد میں اینٹیں رکھنے کا شرف عطا ہونا تھا۔ وہ فہرست حسب ذیل ہے:

مکرم و محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد نائب امیر و مبلغ انچارج برطانیہ، مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب (خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے)، مکرم و محترم

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔